بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم   و علی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

خلافت نمبر

جلد ۴۳

شمارہ ۱۹ ، ۲۰

ایڈیٹر:۔ منیر احمد خادم

نائبین:۔ قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان | ۳۰ ذیقعدہ و ۷ ذوالحجہ ۱۴۱۴ ہجری | ۱۲/۱۹ ہجرت ۱۳۷۳ ہش | ۱۲/۱۹ مئی ۱۹۹۴ء

"میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں"

شبیہ مبارک سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام (۱۸۳۵ء تا ۱۹۰۸ء)

"اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے"

(المسیح الموعود)

حضرت حافظ حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(دورِ خلافت ۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۴ء)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

(دورِ خلافت ۱۹۱۴ء تا ۱۹۶۵ء)

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

(دورِ خلافت ۱۹۶۵ء تا ۱۹۸۲ء)

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

(دورِ خلافت ۱۹۸۲ء ـــ اطال اللہ بقاءہ)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر:۔ نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۲-۱۹ ہجرت ۱۳۷۳ ہش

بے چینی کا ایک ہی حل ہے!

جماعتِ احمدیہ ہر سال ۲۷ مئی کو یومِ خلافت کے مبارک دن کے طور پر مناتی ہے۔ اس دِن حضرت حافظ حاجی حکیم مولوی نورالدین صاحب، حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کے پہلے خلیفہ کے طور پر منتخب ہوئے تھے۔ اور آج ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء سے لے کر ۲۷ مئی ۱۹۹۴ء تک مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت کے اِس مبارک سِلسلہ کو چھیاسی سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔

اور اِس مُبارک دَورِ خلافت میں جماعتِ احمدیہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس قدر ترقی حاصل کر لی ہے کہ اس کے نفوس قادیان سے نِکل کر دنیا کے ۱۳۷ ممالک میں پھیل چکے ہیں۔ جن میں کالے گورے، مغربی مشرقی سب شامل ہیں۔ ہر مُلک میں مساجد اور مشن ہاؤسز کا جال پھیلا ہُوا ہے۔ اسپین کے زوال کے بعد سات سو سال میں پہلی مرتبہ تعمیرِ مسجد کی توفیق ملی۔ اِسی طرح قطب شمالی میں پہلی اسلامی مسجد کی تعمیر کی توفیق بھی جماعتِ احمدیہ کو ہی مِل رہی ہے۔! خدمتِ خلق کے ادارے سکول، کالجز، ہسپتال اور دیگر ترقیاتی ادارے اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت فعّال رنگ میں کام کر رہے ہیں۔ جِس قدر تراجم قرآن مجید کی توفیق جماعتِ احمدیہ کو ملی ہے شاید ہی کسی مسلم تنظیم یا کسی امیر مسلم مُلک کو اس کی توفیق ملی ہو۔ سٹیلائٹ کے ذریعہ تبلیغ و تربیت اور خدمتِ خلق کا وسیع نظام ــــ اور پھر دُنیا بھر میں پھیلی ہوئی ان وسیع کاوشوں کے علاوہ خلافت کے سائے تلے جماعت کی صحیح اسلامی تربیت، دُنیا بھر میں بلاامتیاز رنگ و نسل اتفاق و اتحاد اور فضول قسم کی رسوم و رواج سے اجتناب۔ خلافتِ احمدیہ کے ہی شیریں ثمرات ہیں جو احباب جماعت کے لئے قابلِ شکر اور اہلِ دُنیا کے لئے باعثِ رشک ہیں۔

یہ نعمت جماعتِ احمدیہ کو رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وسلم کی اُس پیشگوئی کے مطابق نصیب ہوئی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو آخرین میں خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت کے ملنے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ اَے مُسلمانو! تم میں یہ نبوّت کا دَور اُس وقت تک قائم رہے گا جب تک خدا چاہے گا اور پھر یہ دَور ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد خلافت کا دَور آئے گا جو نبوّت کے طریق پر قائم ہوگی۔ اور پھر کچھ وقت کے بعد یہ خلافت بھی اُٹھ جائے گی۔ اس کے بعد کاٹنے والی (یعنی لوگوں پر ظلم کرنے والی) بادشاہت کا دَور آئے گا۔ پھر جبری حکومت کا دَور آئے گا۔ یہ دَور بھی ختم ہو جائیں گے۔ اور پھر منہاجِ نبوّت پر دوبارہ خلافت کا دَور آئے گا۔ یعنی آخرین میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی بعثت ہوگی (جُمعہ : ۳، ۴) اور پھر خلافت کا دور آئے گا۔ (خلاصہ عبارت حدیث مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۴۰۴)

مذکورہ حدیث مبارک میں رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مُسلمانوں کو ایک خلافت کا وعدہ اوّلین میں دیا ہے جو تیس سال تک خلافتِ راشدہ کی شکل میں جاری رہی۔ اور پھر درمیانی دَور کے بعد آخرین میں یعنی مسیح موعود اور امام مہدی کے زمانہ میں پھر اسی مبارک خلافت کا وعدہ فرمایا ہے۔ گویا مسیحِ موعودؑ کے ذریعہ جاری ہونے والی آخرین کی اِس خلافت کو بھی آپؐ نے اپنی خلافت ہی قرار دیا ہے۔

آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے خلافتِ حقّہ اسلامیہ کے متعلق فرمایا ہے کہ

- ـ اللہ تعالیٰ اُسے خود قائم فرمائے گا۔
- ـ اس کے ذریعہ دین کو مضبوطی حاصل ہوگی۔
- ـ جب بھی اندرونی و بیرونی خوف آئے گا اللہ کی طرف سے قائم فرمودہ اس خلیفہ کے ذریعہ امن میں بدل جائے گا۔
- ـ جو لوگ اس خلافت کا انکار کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے۔ یعنی حق و راستی سے بھٹک کر نافرمانوں میں شامل ہو جائیں گے۔ (خلاصہ آیت ۵۶ سُورۃ النّور)

مذکورہ ارشادِ ربّانی میں جہاں خلیفۃ اللہ کی علامات بیان کی گئی ہیں وہاں اس کے نتیجہ میں ملنے والی برکات کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور مذکورہ ارشادِ خداوندی غور و فکر کرنے والے اور دیدۂ عبرت رکھنے والے ہر انسان کیلئے راہِ ہدایت و ضلالت کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اور صاف بتاتے ہیں کہ جو لوگ خلافت کے نور سے منوّر ہوں گے وہ کامیابیوں سے ہمکنار ہوں گے۔ اور اس سے دُور رہنے والے گمراہی و ضلالت کے اندھیروں میں بھٹکتے رہیں گے۔

پس یہ بات عین حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم فرمودہ سِلسلۂ خلافت ہی ہے جو مُسلمانوں کی بقا و ارتقاء کا ضامن ہے اور اسی کی عدم موجودگی کے نتیجہ میں آج مسلمان تنزّل و تذلّل کا شکار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ نے صرف چند دہائیوں میں مبارک خلافت کے نتیجہ میں ایسی ایسی ترقیات حاصل کی ہیں کہ عام آدمی ان کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا۔ حال ہی کی ایک مثال لیجئے کہ حکومتِ پاکستان نے سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرّابع ایّدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر و تحریر پر پابندی لگادی اور آپ کو پاکستان سے ہجرت پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ آج سے ٹھیک دس سال قبل ۳۰ اپریل ۱۹۸۴ء کو حضور انور نہایت کس مپرسی کے عالم میں لنڈن پہنچے۔ اسی روز بعد نمازِ عصر محمود ہال میں حضور نے پاکستان سے اپنی ہجرت کی تفصیلات و وجوہات کا نہایت درد انگیز الفاظ میں ذکر کیا اور آئندہ کے لئے صبر کے جاموں میں لپٹے ہوئے انقلابی منصوبوں کا اعلان فرمایا۔ یہ تاریخی خطاب ایسا تھا کہ آج سے دس سال قبل اس کی ویڈیو کیسٹ بھی نہیں بن سکی تھی۔ بلکہ صرف آڈیو کیسٹ ریکارڈ کی جا سکی تھی۔ اور اس موقع پر غریبانہ طور پر صرف چند تصاویر لی گئی تھیں۔ جو چند یوم قبل مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر حضور کے تاریخی خطاب کے ساتھ دکھائی گئیں ــــ لیکن آج دس سال بعد اللہ نے خلافت کے ماننے والوں کو یہ عظیم برکت عطا فرمائی کہ روزانہ بارہ گھنٹے خلیفۂ وقت کے خطبات و خطابات اور آپ کے ولولہ انگیز تبلیغی ارشادات نہ صرف پاکستان میں بلکہ پُوری دنیا میں گونج رہے ہیں۔ اور جہاں تک تحریر کی پابندی کا تعلّق ہے، حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ کے لنڈن ہجرت کے بعد جماعت نے اتنا اسلامی لٹریچر شائع کیا ہے کہ گزشتہ سو سال میں بھی اتنا شائع نہیں کیا جا سکا تھا۔ تو یہ ہے خوف و ہراس پھیلا کر ایک طرف تقریر و تحریر کا بند کیا جانا تو دوسری جانب نہایت قوّت سے سُورج کی روشنی کی طرح اکنافِ عالم میں اس کا پھیل جانا۔

خلافتِ احمدیہ کی ان عظیم الشّان برکات کو دیکھ کر آج مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں بھی نہایت زور سے یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ جب تک خلافت کا مبارک سِلسلہ ہم میں بھی جاری نہیں ہوتا اور ہم ایک واجب الاطاعت امام کے پروں کے نیچے نہیں آجاتے اندرونی و بیرونی بلاؤں سے محفوظ رہ کر ہرگز ہرگز ترقی نہیں کر سکتے بلکہ ہماری قسمت میں سدا در در کی ٹھوکروں اور غیروں کی مار و پھٹکار کے علاوہ اور کچھ نہ ہوگا۔ چنانچہ اس ضمن میں ہفت روزہ "ترجمان" دہلی ۱۸ فروری ۱۹۹۴ء کا ایک نوٹ بعنوان "خیر الاُمّت سے فریاد" ملاحظہ فرمائیے:-

"برادرانِ اسلام! کیا آپ کو یاد بھی ہے کہ ہماری زندگی کا پروگرام کیا ہے۔ عالمگیر اسلام نے خیر الانام کی خیر الاُمّت کا بہترین پروگرام مرتب کیا ہے۔ یہ ایسی بین اور قابلِ غور چیز ہے جس سے کسی سلیم الفطرت انسان کو جسنے بصدق دل کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا ہے قطعاً انکار نہیں کر سکتا لیکن کیا عرض کروں، اِس نقطۂ نگاہ سے مسلم بھائیوں کے عملی کارنامے مقصدِ ضرورت سے کوسوں دور ہیں۔ جاہل حضرات سے آگے گذر کر دورِ حاضرہ کے امراء، فقراء، علماء، راہنمائے اُمّت جن کو خدا داد نعمت پر کچھ ناز بھی ہے اگر ان کے رویّہ کو توجہ قلب سے دیکھا جائے تو وہ بھی حقیقی پروگرام کے عامل شاذ و نادر ہی نظر آئیں گے۔ کاش کہ یہ مقتدر حضرات اُمّتِ محمدیہ کے راہ نما صرف رضائے مولیٰ کے لئے متفق اور متحد ہو کر اسی چیز کی طرف اپنی اپنی دوڑ دھوپ کی توجہ فرماتے تو نتیجہ یہ ہوتا کہ ۲۵ کروڑ شتر بے مہار مسلمانانِ ہند کی باگ ڈور کا ذمّہ دار سپہ سالار ایک ہوتا اور اسلام ہند کی تعلیم، تبلیغ، تنظیم اور بیت المال کا مرکز واحد ہوتا۔ ہندوستانی ۲۵ کروڑ مسلم ہی نہیں بلکہ تمام کرۂ ارض مُسلمانوں کے وجود سے بھر پور ہوتا تب بھی تو مسلمانوں کی تعلیم تبلیغ تنظیم بیت المال کی مرکزی حیثیت ایک خلیفۂ اسلام کے زیرِ سایہ ہوتی۔ کیونکہ اس میں مسلم اور اسلام کا انتہائی عروج اور کامیابی کا راز تھا۔ غور کا مقام ہے۔ مسلمانوں کا خدا لائقِ عبادت اور قانونی کتاب قرآن شریف اور قبلہ اور دینِ اسلام اور پیشوا خاتم النبیین نبی ایک ہو تو یہ ناممکن امر ہے کہ اسلام کی تعلیم، تبلیغ تنظیم اور بیت المال کا مرکز واحد نہ ہو۔ مسلمانوں کی پراگندہ کوششیں قابلِ شرم ہیں۔ اب ہماری ذلّت و گمنامی کا جو حال ہے اس کا بھی سبب یہی ہے کہ ہندوستانی موجودہ دور کے مسلمانوں نے خصوصاً اُمّتِ مرحومہ کے ناخلف پیشواؤں نے قرآنی پروگرام کی طرف سے روگردانی اور بے اعتنائی اختیار کی جس کا نتیجہ اظہر من الشمس ہے۔ ہمارے پاس نہ سلطنت ہے، نہ تجارت نہ ملازمت ہے نہ علم و عمل، نہ سامانِ حرب ہے، نہ اتحادِ ملّت۔ اب بھی وقت ہے کہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ، اپنی اپنی من مانی چھوڑ دو، متفق اور متحد ہو کر پروگرام اسلامی

(باقی دیکھئے صفحہ ۲۲ پر)

خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے

قرآن کریم میں اُمّتِ محمدیّہ کے لئے دائمی خلافت کا وعدہ فرمایا گیا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (النّور: آیت ۵۶)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اُس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا۔ اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ اسے ان کے لئے امن کی حالت میں تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم:

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔

(مُسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اُٹھا لے گا۔ اور قدرتِ ثانیہ کے رنگ میں خلافت راشدہ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق کوتاہ اندیش بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے۔ اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دُوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"بعض صاحب آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ مِنْكُمْ سے صحابہؓ ہی مُراد ہیں۔ اور خلافت راشدہ اُنہی کے زمانہ تک ختم ہوگئی اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام ونشان نہیں ہوگا۔ گویا ایک خواب وخیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس ہی دور تھا اور پھر ہمیشہ کے لئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا۔"

"ان آیات (آیتِ استخلاف وغیرہا۔ ناقل) کو اگر کوئی شخص تامّل اور غور کی نظر سے دیکھے تو مَیں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اس اُمّت کے لئے خلافتِ دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعتِ موسوی کے خلیفوں سے تشبیہہ دینا کیا معنے رکھتا تھا۔"

"چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دُنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تاقیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو تیس۳۰ برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علّتِ غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہ تھا کہ رسولِ کریمؐ کی وفات کے بعد صرف تیس۳۰ برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دُنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پروا نہیں۔"

(شہادت القرآن)

مَیں خُدا کی ایک مُجسّم قُدرت ہُوں

اور

میرے بعد بعض اَور وجُود ہوں گے جو دُوسری قُدرت کا مظہر ہوں گے

کلماتِ طیّبات سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسّلام

"یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سُنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسُولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے، جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ۔ اور غلبہ سے مُراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسُولوں اور نبیوں کا یہ منشا ہوتا ہے کہ خُدا کی حُجت زمین پر پُوری ہوجائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کرسکے، اِسی طرح خُدا تعالےٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کردیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دُنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کردیتا ہے۔ لیکن اس کی پُوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کرچکتے ہیں تو پھر ایک دُوسرا ہاتھ اپنی قُدرت کا دِکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کردیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قُدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قُدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دُوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہوجاتا ہے اور دُشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کرلیتے کہ اب یہ جماعت نابود ہوجائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑجاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مُرتد ہونے کی راہیں اختیار کرلیتے ہیں، تب خُدا تعالیٰ دُوسری مرتبہ اپنی زبردست قُدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہُوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خُدا تعالےٰ کے اِس مُعجزہ کو دیکھتا ہے۔ .... سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خُدا تعالےٰ دو قُدرتیں دِکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جُھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دِکھلادے۔ سو اَب مُمکن نہیں ہے کہ خُدا تعالےٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کردیوے۔ اس لئے تُم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تُمہارے دِل پریشان نہ ہوجائیں کیونکہ تمہارے لئے دُوسری قُدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے، جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دُوسری قُدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خُدا اس دُوسری قُدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خُدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خُدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں، قیامت تک دُوسروں پر غلبہ دُوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تُم پر میری جُدائی کا دِن آوے۔ تا بعد اس کے وہ دِن آوے جو دائمی وعدہ کا دِن ہے۔ وہ ہمارا خُدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خُدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دِکھلائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دِن ہیں اور بہت بَلائیں ہیں جن کے نزُول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پُوری نہ ہوجائیں جن کی خُدا نے خبر دی۔ مَیں خُدا کی طرف سے ایک قُدرت کے رنگ میں ظاہر ہُوا۔ اور مَیں خُدا کی ایک مجسّم قُدرت ہُوں اور میرے بعد بعض اَور وجُود ہوں گے جو دُوسری قُدرت کا مظہر ہوں گے۔"

(الوصیّۃ صفحہ ۷، ۸)

تفسیر کبیر سے اقتباس

تمام خلفاء میں یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا کا نہایت اعلیٰ درجہ کا نظارہ نظر آتا ہے

جو اس بات کا یقینی ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خود مقامِ خلافت پر کھڑا کیا تھا

خلفاءِ راشدین کی ایمان افروز علامات

از سیدنا حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (سورۃ النور آیت ۵۶)

ترجمہ :۔ اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دیگا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

تفسیر: ان آیات سے یہ مضمون شروع ہوتا ہے کہ اگر مسلمان قومی طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے تو ان کو کیا انعام ملیگا چنانچہ فرماتا ہے کہ تم میں سے جو لوگ خلافت پر ایمان لائیں گے اور خلافت کے استحقاق کے مطابق عمل کریں گے اور ایسے اعمال بجا لائیں گے جو انہیں خلافت کا مستحق بنا دیں ان سے اللہ تعالےٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ انہیں زمین میں اُسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو اس نے خلیفہ بنایا اور اُن کی خاطر اُن کے دین کو جو اس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے۔ دنیا میں قائم کرے گا اور جب بھی ان پر خوف آئیگا اس کو امن سے بدل دے گا۔ اور ایسا ہوگا کہ وہ میری عبادت کرتے رہیں گے اور کسی کو میرا شریک قرار نہیں دیں گے۔ لیکن جو لوگ مسئلہ خلافت پر ایمان لانا چھوڑ دیں گے وہ اس انعام سے متمتع نہیں ہوں گے بلکہ اطاعت سے خارج سمجھے جائیں گے۔

اس آیت میں مسلمانوں کی قسمت کا آخری فیصلہ کیا گیا ہے اور ان سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر وہ خلافت کے قائل رہے اور اس غرض کے لئے مناسب کوشش اور جدوجہد بھی کرتے رہے تو جس طرح پہلی قوموں میں خدا تعالےٰ نے خلافت قائم کی ہے اسی طرح ان کے اندر بھی خدا تعالیٰ خلافت کو قائم کرے گا اور خلافت کے ذریعہ سے ان کو اُن کے دین پر قائم فرمائے گا جو خدا نے ان کے لئے پسند کیا ہے اور اس دین کی جڑیں مضبوط کر دے گا اور خوف کے بعد امن کی حالت ان پر لے آئیگا جس کے نتیجہ میں وہ خدائے واحد کے پرستار بنے رہیں گے اور شرک نہیں کریں گے۔

مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ایک وعدہ ہے پیشگوئی نہیں۔ اگر مسلمان ایمان بالخلافت پر قائم نہیں رہیں گے اور ان اعمال کو ترک کر دیں گے جو خلافت کے قیام کے لئے ضروری ہیں تو وہ اس انعام کے مستحق نہیں رہیں گے۔ اور خدا تعالےٰ پر وہ یہ الزام نہیں دے سکیں گے کہ اس نے وعدہ پورا نہیں کیا۔

پھر خلافت کے ذکر کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ یعنی جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اس طرح اللہ تعالےٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ گویا خلفاء کے ساتھ دین کی تمکین کر کے وہ اطاعت رسول کرنے والے ہی قرار پائیں گے۔ یہ وہی نکتہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ مَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ۔ یعنی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی۔ اُس نے میری نافرمانی کی۔ پس وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ فرما کر اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اُس وقت رسول کی اطاعت اسی رنگ میں ہوگی کہ اشاعت و تمکین دین کے لئے نمازیں قائم کی جائیں زکوٰتیں دی جائیں اور خلفاء کی پورے طور پر اطاعت کی جائے۔ اس طرح اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ

اقامت صلوٰۃ اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہوسکتی

اور زکوٰۃ کی ادائیگی بھی خلافت کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ دیکھ لو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زکوٰۃ کی وصولی کا باقاعدہ انتظام تھا۔ پھر جب آپ کی وفات ہوگئی اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوگئے تو اہل عرب کے کثیر حصہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ حکم صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھا۔ بعد کے خلفاء کے لئے نہیں۔ مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن کے اس مطالبہ کو تسلیم نہ کیا بلکہ فرمایا کہ اگر یہ لوگ اونٹ کے گھٹنے کو باندھنے والی رسی بھی زکوٰۃ میں دینے سے انکار کریں گے تو میں اِن سے جنگ جاری رکھوں گا اور اس وقت تک بس نہیں کروں گا جب تک ان سے اسی رنگ میں زکوٰۃ وصول نہ کر لوں جس رنگ میں وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ادا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ اس مہم میں کامیاب ہوئے اور زکوٰۃ کا نظام پھر جاری ہو گیا۔ جو بعد کے خلفاء کے زمانوں میں بھی جاری رہا۔ مگر جب سے خلافت جاتی رہی مسلمانوں میں زکوٰۃ کی وصولی کا بھی کوئی انتظام نہ رہا اور یہی اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں فرمایا تھا کہ اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو مسلمان زکوٰۃ کے حکم پر عمل ہی نہیں کر سکتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ زکوٰۃ جیسا کہ اسلامی تعلیم کا منشاء ہے

امراء سے لی جاتی ہے اور ایک نظام کے ماتحت غرباء کی ضروریات پر خرچ کی جاتی ہے۔ مگر ایسا اُسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ ایک باقاعدہ نظام ہو۔ اکیلا آدمی اگر چند غرباء میں زکوٰۃ کا روپیہ تقسیم بھی کر دے تو اُس کے وہ خوشگوار نتائج کہاں نکل سکتے ہیں جو اس صورت میں نکل سکتے ہیں جبکہ زکوٰۃ ساری جماعت سے وصول کی جائے اور ساری جماعت کے غرباء میں تقسیم کی جائے۔

یہ مسئلہ اُن سارے اسلامی بادشاہوں کو مجرم قرار دیتا ہے جو سرکاری بیت المال کو اپنی ذات پر اور اپنے تعیش پر قربان کرتے تھے اور بڑے بڑے محل اور بڑی بڑی سیر گاہیں بناتے تھے۔ اگر پبلک اس کا آرڈر دیتی چونکہ اس کا روپیہ تھا جائز ہوتا بشرطیکہ اسراف نہ ہوتا لیکن پبلک نے کبھی آرڈر نہیں دیا اور پھر اسراف کی حد سے بھی آگے نکلا ہوا تھا۔ اس لئے یہ سارے کام ناجائز تھے۔ اور ان لوگوں کو گنہگار بناتے تھے۔ نہ اسلام کو تخت طاؤس کی ضرورت تھی۔ نہ تاج محل کی ضرورت تھی۔ نہ قیصر ہو کی ضرورت تھی۔ نہ بغداد کے محلات ہارون الرشید کی ضرورت تھی۔ یہ ساری کی ساری چیزیں اسلامی شوکت کی بجائے چند افراد کی شوکت ظاہر کرنے کے لئے بنائی گئی تھیں۔ اسی لئے آخر میں ان خاندانوں کی تباہی کا باعث بنیں۔

اسی طرح اقامت صلوٰۃ بھی اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صلوٰۃ کا بہترین حصہ جمعہ ہے جس میں خطبہ پڑھا جاتا ہے اور قومی ضرورتوں کو لوگوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اب اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو قومی ضروریات کا پتہ کس طرح لگ سکتا ہے۔ مثلاً پاکستان کی جماعتوں کو کیا علم ہو سکتا ہے کہ چین اور جاپان اور دیگر ممالک میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں کیا ہو رہا ہے اور اسلام اُن سے کن قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اگر ایک مرکز ہو گا اور ایک خلیفہ ہو گا جو تمام مسلمانوں کے نزدیک واجب الاطاعت ہو گا۔ تو اُسے تمام اکناف عالم سے رپورٹیں پہنچتی رہیں گی کہ یہاں یہ ہو رہا ہے اور وہاں وہ ہو رہا ہے اور اس طرح وہ لوگوں کو بتا سکیگا کہ آج فلاں قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے اور آج فلاں قسم کی خدمات کے لئے آپ کو پیش کرنے کی حاجت ہے۔ اسی لئے حنفیوں کا یہ فتویٰ ہے کہ جب تک مسلمانوں میں کوئی سلطان نہ ہو جمعہ پڑھنا جائز نہیں۔ اور اس کی تہ میں یہی حکمت ہے جو میں نے بیان کی ہے۔ اسی طرح عیدین کی نمازیں ہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یہ امر ثابت ہے کہ آپ ہمیشہ قومی ضرورتوں کے مطابق خطبات پڑھا کرتے تھے۔

مگر جب خلافت کا نظام نہ رہے تو انفرادی رنگ میں کسی کو قومی ضرورتوں کا کیا علم ہو سکتا ہے

اور وہ ان کو کس طرح اپنے خطبات میں بیان کر سکتا ہے۔ بلکہ بالکل ممکن ہے کہ حالات سے ناواقفیت کی وجہ سے وہ خود بھی دھوکا میں مبتلا رہے اور دوسروں کو بھی دھوکہ میں مبتلا رکھے۔

میں نے ایک دفعہ کہیں پڑھا کہ آج سے ستر اسّی سال پہلے ایک شخص بیکانیر کے علاقہ کی طرف سیر کرنے کے لئے نکل گیا۔ جمعہ کا دن تھا وہ ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گیا تو اُس نے دیکھا کہ امام نے پہلے فارسی زبان میں مروجہ خطبات میں سے کوئی ایک خطبہ پڑھا اور پھر ان لوگوں سے جو مسجد میں موجود تھے کہا کہ آؤ اب ہاتھ اٹھا کر دُعا کرو کہ اللہ تعالےٰ امیر المومنین جہانگیر بادشاہ کو سلامت رکھے۔ اب اُس بیچارے کو اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ جہانگیر بادشاہ کو فوت ہوئے سینکڑوں سال گذر چکے ہیں اور اب جہانگیر نہیں بلکہ انگریز حکمران ہیں غرض جمعہ جو نماز کا بہترین حصہ ہے اسی صورت میں احسن طریق پر ادا ہو سکتا ہے جب مسلمانوں میں خلافت کا نظام موجود ہو۔ چنانچہ دیکھ لو ہمارے اندر چونکہ ایک نظام ہے اس لئے میرے خطبات ہمیشہ اہم وقتی ضروریات کے متعلق ہوتے ہیں۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ کئی غیر احمدی بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

درحقیقت لیڈر کا کام لوگوں کی رہنمائی کرنا ہوتا ہے مگر یہ رہنمائی وہی شخص کر سکتا ہے جس کے پاس دنیا کے اکثر حصوں سے خبریں آتی ہوں۔ اور وہ سمجھتا ہو کہ حالات کیا صورت اختیار کر رہے ہیں صرف اخبارات سے اس قسم کے حالات کا علم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اخبارات میں بہت کچھ جھوٹی خبریں درج ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ اُن میں واقعات کو پورے طور پر بیان کرنیکا التزام نہیں ہوتا۔ لیکن ہمارے مبلغ چونکہ دنیا کے اکثر حصوں میں موجود ہیں اور پھر جماعت کے افراد بھی دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لئے اُن کے ذریعہ مجھے ہمیشہ سچی خبریں ملتی رہتی ہیں۔ اور میں اُن سے فائدہ اٹھا کر جماعت کی صحیح رہنمائی کرتا رہتا ہوں۔ پس درحقیقت اقامۃ الصلوٰۃ بھی بغیر خلیفہ کے نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح

اطاعتِ رسول بھی جس کا اِس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے ایک رشتہ میں پرو دیا جائے۔ یوں تو صحابہؓ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہؓ بھی حج کرتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں پھر صحابہؓ اور آج کل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟ یہی ہے کہ صحابہؓ میں ایک نظام کا تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حدِ کمال کو پہنچی ہوئی تھی چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اُسی وقت اُس پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ لیکن یہ اطاعت کی روح آج کل کے مسلمانوں میں نہیں۔ مسلمان نمازیں بھی پڑھیں گے۔ روزے بھی رکھیں گے حج بھی کریں گے مگر ان کے اندر اطاعت کا مادہ نہیں ہو گا کیونکہ

اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔

پس جب بھی خلافت ہو گی اطاعت رسول بھی ہو گی۔ کیونکہ اطاعت رسول یہ نہیں کہ نمازیں پڑھو یا روزے رکھو یا حج کرو۔ یہ تو خدا کے احکام کی اطاعت ہے۔ اطاعت رسول یہ ہے کہ جب وہ کہے کہ اب نمازوں پر زور دینے کا وقت ہے تو سب لوگ نمازوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب وہ کہے کہ اب زکوٰۃ اور چندوں کی ضرورت ہے تو وہ زکوٰۃ اور چندوں پر زور دینا شروع کر دیں۔ اور جب وہ کہے کہ اب جانی قربانی کی ضرورت ہے یا وطن کو قربان کرنے کی ضرورت ہے تو وہ جانیں اور اپنے وطن قربان کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

غرض یہ تین باتیں ایسی ہیں جو خلافت کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں

اگر خلافت نہ ہو گی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری نمازیں بھی جاتی رہیں گی۔ تمہاری زکوٰۃ بھی جاتی رہے گی۔ اور تمہارے دل سے اطاعت رسول کا مادہ بھی جاتا رہے گا۔ ہماری جماعت کو چونکہ ایک نظام کے ماتحت رہنے کی عادت ہے اور اس کے افراد اطاعت کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں اس لئے اگر ہماری جماعت کے افراد کو آج اٹھا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رکھ دیا جائے تو وہ اُسی طرح اطاعت کرنے لگ جائیں گے جس طرح صحابہؓ اطاعت کیا کرتے تھے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کو اپنی بصیرت کی آنکھ سے تم اس زمانہ میں لے جاؤ تو تمہیں قدم قدم پر وہ ٹھوکریں کھاتا ہوا دکھائی دے گا۔ اور وہ کہے گا ذرا ٹھہر جائیں مجھے فلاں حکم کی سمجھ نہیں آئی۔ بلکہ جس طرح ایک پٹھان کے متعلق مشہور ہے کہ اُس نے کہدیا۔ تو محمد صاحب کا نماز ٹوٹ گیا۔ کیونکہ قدوری میں لکھا ہے کہ حرکت کبیرہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اسی طرح وہ بعض باتوں کا انکار کرنے لگ جائے گا لیکن اگر ایک احمدی کو لے جاؤ

تو اس کو پتہ بھی نہیں لگے گا۔ کہ وہ کسی غیر مانوس جگہ میں آگیا ہے بلکہ جس طرح مشین کا پرزہ فوراً اپنی جگہ پر لگ جاتا ہے اُسی طرح وہ وہاں پر فٹ آجائے گا اور جاتے ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی بن جائے گا اور آپ کے ہر حکم کی بلا چون وچرا اطاعت کرنے لگ جائے گا اور ائمہ اربعہ اس کے لئے کبھی ٹھوکر کا موجب نہیں بنیں گے کیونکہ وہ سمجھتا ہوگا کہ اصل حکم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ ائمہ اربعہ تو محض آپ کے غلام بلکہ شاگردوں کے بھی شاگرد ہیں

یہ آیت، جو آیت استخلاف کہلاتی ہے۔

اس میں مندرجہ ذیل امور بیان کئے گئے ہیں:۔

۱۔ اوّل جس انعام کا یہاں ذکر کیا گیا ہے وہ ایک وعدہ ہے

۲۔ دوم۔ یہ وعدہ امت سے ہے جب تک وہ ایمان اور عمل صالح پر کاربند رہے۔

۳۔ سوم: اس وعدہ کی غرض یہ ہے کہ (الف) مسلمان بھی وہی انعام پائیں جو پہلی امتوں نے پائے تھے کیونکہ فرماتا ہے لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔

ب:۔ اس وعدہ کی دوسری غرض تمکین دین ہے

ج:۔ اس کی تیسری غرض مسلمانوں کے خوف کو امن سے بدل دینا ہے

د:۔ اس کی چوتھی غرض شرک کا دور کرنا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا قیام ہے۔

اس آیت کے آخر میں وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے اس کے وعدہ ہونے پر زور دیا اور وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيْدٌ (ابراہیم ع۲) کے وعید کی طرف۔ توجہ دلائی کہ ہم جو انعامات تم پر نازل کرنے لگے ہیں اگر تم اُن کی ناقدری کروگے تو ہم تمہیں سخت سزا دیں گے۔ خلافت بھی چونکہ ایک بھاری انعام ہے۔ اس لئے یاد رکھو جو لوگ اس نعمت کی ناشکری کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے۔

یہ آیت ایک زبردست شہادت خلافت راشدہ پر ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور احسان مسلمانوں میں خلافت کا نظام قائم کیا جائے گا جو مؤید من اللہ ہوگا۔ جیسا کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ اور وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ سے ظاہر ہے اور مسلمانوں کو پہلی قوموں کے انعامات میں سے وافر حصہ دلانے والا ہوگا۔ پھر

اس آیت میں خلفاء کی علامات بھی بتائی گئی ہیں

جن سے سچے اور جھوٹے میں فرق کیا جاسکتا ہے اور وہ یہ ہیں:۔

اوّل

خلیفہ خدا بناتا ہے

یعنی اس کے بنانے میں انسانی ہاتھ نہیں ہوتا۔ نہ وہ خود خواہش کرتا ہے اور نہ کسی منصوبہ کے ذریعہ وہ خلیفہ ہوتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ تو ایسے حالات میں وہ خلیفہ بنتا ہے جبکہ اس کا خلیفہ ہونا بظاہر ناممکن سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ الفاظ کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ خود ظاہر کرتے ہیں کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے کیونکہ جو وعدہ کرتا ہے وہی دیتا بھی ہے۔ نہ یہ کہ وعدہ تو وہ کرے اور اُسے پورا کوئی اور کرے۔ پس آیت میں پہلی بات یہ بتائی گئی ہے کہ سچے خلفاء کی آمد خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگی۔ کوئی شخص خلافت کی خواہش کر کے خلیفہ نہیں بن سکتا اور نہ کسی منصوبہ کے ماتحت خلیفہ بن سکتا ہے۔ خلیفہ وہی ہوگا جسے خدا بنانا چاہے گا۔ بلکہ بسا اوقات وہ ایسے حالات میں خلیفہ ہوگا جبکہ دنیا اُس کے خلیفہ ہونے کو ناممکن خیال کرتی ہوگی۔

دوسری علامت

اللہ تعالیٰ نے سچے خلیفہ کی یہ بتائی ہے۔ کہ وہ اُس کی مدد انبیاء کے مشابہ کرتا ہے کیونکہ فرماتا ہے كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کہ یہ خلفاء ہماری نصرت کے ایسے ہی مستحق ہوں گے جیسے پہلے خلفاء اور جب پہلی خلافتوں کو دیکھا جاتا ہے تو وہ تین قسم کی نظر آتی ہیں۔ اوّل خلافت نبوت۔ جیسے آدم علیہ السلام کی خلافت تھی جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةً (بقرہ ع۴) میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اب آدم علیہ السلام کا انتخاب نہیں کیا گیا تھا۔ اور نہ وہ دنیوی بادشاہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ایک وعدہ کیا اور انہیں اپنی طرف سے زمین میں آپ کھڑا کیا۔ اور جنہوں نے ان کا انکار کیا انہیں سزا دی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آدمؑ ان معنوں میں بھی خلیفہ تھے کہ ایک پہلی نسل کے تباہ ہونے پر انہوں نے اور ان کی نسل نے پہلی قوم کی جگہ لے لی۔ اور ان معنوں میں بھی خلیفہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے ذریعہ ایک بڑی نسل جاری کی۔ لیکن سب سے بڑی اہمیت جو انہیں حاصل تھی وہ نبوت اور ماموریت ہی کی تھی جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ انہی معنوں میں حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی خلیفہ کہا گیا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ إِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ۔ (ص ع۲) یعنی اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے (حضرت داؤد علیہ السلام چونکہ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے اس لئے معلوم ہوا کہ یہاں خلافت سے مراد خلافت نبوت ہی ہے) پس تو لوگوں کے درمیان عدل وانصاف سے فیصلہ کر اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کر ایسا نہ ہو کہ وہ تجھے سیدھے راستہ سے منحرف کر دیں یقیناً وہ لوگ جو گمراہ ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت عذاب ہوگا۔ اس لئے ایسے لوگوں کے مشورہ کو قبول نہ کیا کر بلکہ وہی کر جس کی طرف خدا تعالیٰ تیری راہنمائی کرے۔ ان آیات میں وہی مضمون بیان ہوا ہے جو دوسری جگہ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (آل عمران ع۱۷) کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ بعض لوگوں نے غلطی سے لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کے یہ معنے کئے ہیں کہ اے داؤد! لوگوں کی ہوا وہوس کے پیچھے نہ چلنا۔ حالانکہ اس آیت کے یہ معنے ہی نہیں۔ بلکہ اس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ بعض دفعہ لوگوں کی اکثریت تجھے ایک بات کا مشورہ دے گی اور کہے گی کہ یوں کرنا چاہیئے مگر فرمایا تمہارا کام یہ ہے کہ تم محض اکثریت کو نہ دیکھو کہ جو بات تمہارے سامنے پیش کی جارہی ہے وہ مفید ہے یا نہیں۔ اگر مفید ہو تو مان لو اور اگر مفید نہ ہو تو اُسے رد کردو۔ چاہے اُسے پیش کرنیوالی اکثریت ہی کیوں نہ ہو۔ بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ وہ گناہ والی بات ہو۔

پس پہلی خلافتیں اوّل

خلافتِ نبوت

تھیں جیسے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی خلافت تھی جن کو قرآن کریم نے خلیفہ قرار دیا ہے۔ مگر ان کو خلیفہ صرف نبی اور مامور ہونے کے معنوں میں کہا گیا ہے۔ چونکہ وہ اپنے اپنے زمانہ کی ضرورت کے مطابق صفات الٰہیہ کو دنیا میں ظاہر کرتے تھے اور اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ظل بن کر ظاہر ہوئے اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کہلائے۔

دوسری خلافت جو قرآن کریم سے ثابت ہے (۲)

خلافت ملوکیت

ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت ہود علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَسْطَةً فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (اعراف ع۹) یعنی اُس وقت کو یاد کرو جبکہ قوم نوحؑ کے بعد خدا نے تمہیں خلیفہ بنایا اور اُس نے تم کو بناوٹ میں بھی فراخی بخشی یعنی تمہیں کثرت سے اولاد دی پس تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو تا کہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔ اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام کی زبانی فرماتا ہے وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ (اعراف ع۱۰) یعنی اُس وقت کو یاد کرو جبکہ تم کو خدا تعالیٰ نے عاد اولیٰ کی تباہی کے بعد اُن کا جانشین بنایا اور حکومت تمہارے ہاتھ میں آگئی اس آیت میں خلفاء کا جو لفظ آیا ہے اس سے مراد صرف دنیوی بادشاہ ہیں اور نعمت سے مراد بھی نعمت حکومت ہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نصیحت کی ہے کہ تم زمین میں عدل و انصاف کو مدنظر رکھ کر تمام کام کرو۔ ورنہ ہم تمہیں سزا دیں گے۔ چنانچہ یہود کی نسبت اللہ تعالیٰ اسی انعام کا ذکر ان الفاظ میں فرماتا ہے کہ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ (مائدہ ع۴) یعنی تم اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر غور کرو جو اس نے تم پر اس وقت کیا تھا جب اُس نے تم میں نبی بھیجے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں وہ کچھ دیا جو دنیا کی معلوم قوموں میں سے کسی کو نہیں دیا تھا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ یہود کو ہم نے دو طرح خلیفہ بنایا۔ اِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ کے ماتحت انہیں خلافت نبوت دی اور جَعَلَكُمْ مُلُوكًا کے ماتحت انہیں خلافت ملوکیت دی۔ چونکہ موسیٰؑ کے وقت تک تو اور کوئی بادشاہ ان میں نہیں ہوا اس لئے اس سے مراد یہ ہے کہ نبوت موسوی اور بادشاہت موسوی عطا کی جو دریائے نیل کو پار کرنے کے بعد سے ان کو حاصل ہوگئی تھی۔ جیسا کہ فتح مکہ کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی بھی تھے اور ایک لحاظ سے بادشاہ بھی تھے مگر آپ کی بادشاہت خدا تعالیٰ کے احکام کے تابع تھی خودسر بادشاہوں والی بادشاہت نہ تھی۔

مگر

ان دو قسم کی خلافتوں کے علاوہ نبی کے وہ

جانشین بھی خلیفہ کہلاتے

ہیں جو اس کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں۔ یعنی اُس کی شریعت پر قوم کو چلانے والے اور ان میں اتحاد قائم رکھنے والے ہوں خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام موعود راتوں کے لئے طور پر گئے تو اپنے بعد انتظام کی غرض سے انہوں نے حضرت ہارونؑ کو کہا کہ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ (اعراف ع۱۷) یعنی میرے بعد میری قوم میں میری جانشینی کرنا اور ان کی اصلاح کو مدنظر رکھنا اور مفسد لوگوں کی بات نہ ماننا۔ حضرت ہارون علیہ السلام چونکہ خود نبی تھے اور اس وقت سے پہلے نبی ہو چکے تھے اس لئے یہ خلافت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں دی تھی وہ خلافت نبوت نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کے معنے صرف یہ تھے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری میں ان کی قوم کا انتظام کریں۔ اور قوم کو اتحاد پر قائم رکھیں اور فساد سے بچائیں۔ پس وہ ایک تابع نبی بھی تھے اور ایک حکمران نبی کے خلیفہ بھی تھے۔ اور یہ خلافت خلافت نبوت نہ تھی۔ بلکہ خلافت انتظامی تھی مگر اس قسم کی خلافت بعض دفعہ خلافت انتظامی کے علاوہ خلافت نبوت بھی ہوتی ہے۔ یعنی ایک سابق نبی کی امت کی درستی اور اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ بعض دفعہ ایک اور نبی مبعوث فرماتا ہے جو پہلے نبی کی شریعت کو ہی جاری کرتا ہے کوئی نئی شریعت نہیں لاتا۔ گویا جہاں تک شریعت کا تعلق ہوتا ہے وہ پہلے نبی کے کام کو قائم رکھنے والا ہوتا ہے اور اس لحاظ سے پہلے نبی کا خلیفہ ہوتا ہے۔ لیکن عہدہ کے لحاظ سے وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔ اس قسم کے خلفاء بنی اسرائیل میں بہت گذرے ہیں بلکہ جتنے انبیاء حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں آئے ہیں سب اسی قسم کے خلفاء تھے۔ یعنی وہ نبی تو تھے مگر کسی جدید شریعت کے ساتھ نہیں آئے تھے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو ہی دنیا میں جاری کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ (مائدہ ع۷) یعنی ہم نے تورات کو یقیناً ہدایت اور نور سے بھرپور اتارا تھا۔ اس کے ذریعہ سے انبیاء جو (ہمارے) فرمانبردار تھے اور عارف اور ربانی علماء بہ سبب اس کے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی حفاظت چاہی گئی تھی اور وہ اس پر نگران تھے یہودیوں کے لئے فیصلے کیا کرتے تھے۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کئی انبیاء ایسے آئے تھے جن کا کام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا قیام تھا۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لو کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے لیکن ان انبیاء کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی جن کو ربانی اور احبار کہنا چاہیئے اس کام پر مقرر تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اور مجددین کا ایک لمبا سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اُن کے خلفاء کے طور پر ظاہر ہوتا رہا جن کا کام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کام کی تکمیل تھا۔ اس سلسلہ کی آخری کڑی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام تھے جن کو کئی مسلمان غلطی سے صاحب شریعت نبی سمجھتے ہیں اسی طرح اس زمانہ کے مسیحی بھی ان کی نسبت یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ وہ ایک نیا قانون لے کر آئے تھے اور اسی وجہ سے وہ اُن کی کتاب کو نیا عہد نامہ کہتے ہیں حالانکہ قرآن کریم مسیح ناصری علیہ السلام کو حضرت موسیٰ کے دین کا قائم کرنے والا ایک خلیفہ قرار دیتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیت سے چند آیات بعد فرماتا ہے وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِمْ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ (مائدہ رکوع۷) یعنی ہم نے مذکورہ بالا نبیوں کے بعد جو تورات کی تعلیم کو جاری کرنے کے لئے آئے تھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو ان کے نقش قدم پر چلنے والے تھے اور تورات کی پیشگوئیوں کو پورا کرنے والے تھے۔ خود مسیح ناصری بھی فرماتے ہیں کہ:

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ میں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پوری کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہیں ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔" (متی باب ۵ آیت ۱۷ و ۱۸)

غرض یوشع سے لے کر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے معاً بعد اُن کے خلیفہ ہوئے حضرت مسیح ناصریؑ تک سب انبیاء اور مجددین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ اور ان کی شریعت کو جاری کرنے والے تھے۔

پس جب خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا کہ:
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
تو اس سے یہ استنباط ہوا کہ پہلی خلافتوں والی برکات مسلمانوں کو بھی ملیں گی۔ اور

انبیاء سابقین سے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ سلوک کیا وہی سلوک وہ امت محمدیہ کے ساتھ بھی کریگا

اگر کوئی کہے کہ پہلے تو خلافت ملوکیت کا بھی ذکر آتا ہے پھر خلافت ملوکیت کا ذکر چھوڑ کر صرف خلافت نبوت کے ساتھ اس کی مشابہت کو کیوں مخصوص کیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک مسلمانوں کے ساتھ بادشاہتوں کا بھی وعدہ ہے مگر اس جگہ بادشاہت کا ذکر نہیں بلکہ صرف مذہبی نعمتوں کا ذکر ہے۔ چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ کہ خدا تعالیٰ اپنے قائم کردہ خلفاء کے دین کو دنیا میں قائم کر کے رہے گا۔ اب یہ اصول دنیا کے بادشاہوں کے متعلق نہیں اور نہ ان کے دین کو خدا تعالیٰ نے کبھی دنیا میں قائم کیا ہے۔ بلکہ یہ اصول روحانی خلفاء کے متعلق ہی ہے۔ پس یہ آیت ظاہر کر رہی ہے کہ اس جگہ جس خلافت سے مشابہت دی گئی ہے۔ وہ خلافت نبوت ہے نہ کہ خلافت ملوکیت۔ اسی طرح فرماتا ہے۔ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا کہ خدا ان کے خوف کو امن سے بدل دیا کرتا ہے۔ یہ علامت بھی دنیوی بادشاہوں پر کسی صورت میں بھی چسپاں نہیں ہو سکتی کیونکہ دنیوی بادشاہ اگر آج تاج و تخت کے مالک ہوتے ہیں تو کل تخت سے علیحدہ ہو کر بھیک مانگتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کے خوف کو امن سے بدل دینے کا کوئی وعدہ نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات جب کوئی سخت خطرہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اس کے مقابلہ کی ہمت تک کھو بیٹھتے ہیں۔

پھر فرماتا ہے يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا کہ وہ خلفاء میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے گویا وہ خالص موحد اور شرک کے شدید ترین دشمن ہوں گے مگر دنیا کے بادشاہ تو شرک بھی کر لیتے ہیں حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان سے کبھی کفر بواح بھی صادر ہو جائے۔ پس وہ اس آیت کے مصداق کس طرح ہو سکتے ہیں۔

چوتھی دلیل جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان خلفاء سے مراد دنیوی بادشاہ ہرگز نہیں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔ یعنی جو لوگ ان خلفاء کا انکار کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے۔ اب بتاؤ کہ کیا جو شخص کفر بواح کا بھی مرتکب ہو سکتا ہو۔ آیا اس کی اطاعت سے خروج فسق ہو سکتا ہے؟ یقیناً ایسے بادشاہوں کی اطاعت سے انکار کرنا انسان کو فاسق نہیں بنا سکتا۔ فسق کا فتویٰ انسان پر اسی صورت میں لگ سکتا ہے جب وہ روحانی خلفاء کی اطاعت سے انکار کرے

غرض یہ چاروں دلائل جن کا اس آیت میں ذکر ہے اس امر کا ثبوت ہیں کہ اس آیت میں جس خلافت کا ذکر کیا گیا ہے وہ خلافت ملوکیت نہیں پس جب خدا نے یہ فرمایا کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ کہ ہم اُن خلفاء پر ویسے ہی انعامات نازل کریں گے جیسے ہم نے پہلے خلفاء پر انعامات نازل کئے تو اس سے مراد یہی ہے جیسے پہلے انبیاء کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی رہی ہے اُسی طرح اُن کی مدد ہوگی۔ پس اس آیت میں خلافت نبوت سے مشابہت مراد ہے نہ کہ خلافت ملوکیت سے

تیسری

بات اس آیت سے یہ نکلتی ہے کہ یہ وعدہ امت سے اس وقت تک کے لئے ہے جب تک کہ امت مومن اور عمل صالح کرنے والی رہے۔ جب وہ مومن اور عمل صالح کرنے والی نہیں رہے گی۔ تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے اس وعدہ کو واپس لے لیگا۔ گویا نبوت اور خلافت میں یہ عظیم الشان فرق بتایا کہ نبوت تو اس وقت آتی ہے جب دنیا خرابی اور فساد سے بھر جاتی ہے جیسے فرمایا ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (روم ع ۵) یعنی جب برّ اور بحر میں فساد واقع ہو جاتا ہے۔ لوگ خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ الٰہی احکام سے اپنا منہ موڑ لیتے ہیں۔ ضلالت اور گمراہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور تاریکی زمین کے چپہ چپہ کا احاطہ کر لیتی ہے تو اس وقت لوگوں کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ کسی نبی کو بھیجتا ہے جو پھر آسمان سے نور ایمان کو واپس لاتا اور ان کو سچے دین پر قائم کرتا ہے لیکن خلافت اس وقت آتی ہے جب قوم میں اکثریت مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی ہوتی ہے اور خلیفہ لوگوں کو عقائد میں مضبوط کرنے کے لئے نہیں آتا بلکہ تنظیم کو مکمل کرنے کے لئے آتا ہے۔ گویا نبوت تو ایمان اور عمل صالح کے مٹ جانے پر آتی ہے۔ اور خلافت اس وقت آتی ہے۔ جب قریباً تمام کے تمام لوگ ایمان اور عمل صالح پر قائم ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت اسی وقت شروع ہوتی ہے جب نبوت ختم ہوتی ہے کیونکہ نبوت کے ذریعہ ایمان اور عمل صالح قائم ہو چکا ہوتا ہے۔ اور چونکہ اکثریت ان لوگوں کی ہوتی ہے جو ایمان اور عمل صالح پر قائم ہوتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اپنی خلافت کی نعمت عطا فرما دیتا ہے۔ اور درمیانی زمانہ جب کہ نہ تو دنیا نیکوکاروں سے خالی ہو اور نہ بدی سے پُر ہو دونوں سے محروم رہتا ہے کیونکہ نہ تو بیماری شدید ہوتی ہے کہ نبی آئے اور نہ تندرستی کامل ہوتی ہے۔ کہ اُن سے کام لینے والا کوئی خلیفہ آئے پس اس حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کا فقدان کسی خلیفہ کے نقص کی وجہ سے نہیں بلکہ جماعت کے نقص کی وجہ سے ہوتا ہے اور خلافت کا مٹنا خلیفہ کے گنہگار ہونے کی دلیل نہیں بلکہ امت کے گنہگار ہونے کی دلیل ہوتا ہے۔ کیونکہ

خدا تعالیٰ کا یہ صریح وعدہ ہے کہ وہ اس وقت تک خلیفہ بناتا چلا جائیگا جب تک جماعت میں مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی اکثریت رہے گی۔

جب اس میں فرق پڑ جائے گا اور اکثریت مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی نہیں رہے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اب چونکہ تم خود بدعمل ہو گئے ہو اس لئے میں اپنی نعمت تم سے چھین لیتا ہوں (گو خدا چاہے تو بطور احسان ایک عرصہ تک پھر بھی جماعت میں خلفاء بھجواتا رہے) پس وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ خراب ہو گیا ہے وہ بالفاظ دیگر اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ جماعت کی اکثریت ایمان اور عمل صالح سے محروم ہو چکی ہے کیونکہ خدا کا یہ وعدہ ہے کہ جب تک امت ایمان اور عمل صالح پر قائم رہے گی اس میں خلفاء آتے رہیں گے اور جب وہ اس سے محروم ہو جائے گی تو خلفاء کا آنا بھی بند ہو جائے گا۔ پس خلیفہ کے بگڑنے کا کوئی امکان نہیں ہاں اس بات کا ہر وقت امکان ہو سکتا ہے کہ جماعت کی اکثریت ایمان اور عمل صالح سے محروم نہ ہو جائے۔

چوتھی علامت

خلفاء کی اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ اُن کے دینی احکام اور خیالات کو اللہ تعالیٰ دنیا میں پھیلائیگا۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ کہ اللہ تعالیٰ اُن کے دین کو تمکین دے گا۔ اور باوجود مخالف حالات کے اُسے دنیا میں قائم کرے گا۔ یہ ایک زبردست ثبوت خلافت [illegible] حق کی تائید میں ہے اور جب

اس پر غور کیا جاتا ہے تو خلفاء کی صداقت پر خدا تعالیٰ کا یہ ایک بہت بڑا نشان نظر آتا ہے۔

یہ ایک عجیب بات ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ایسے خاندانوں میں سے تھے جو عرب میں کوئی جتھا نہیں رکھتے تھے۔ لیکن حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ایسے خاندانوں میں سے تھے جو عرب میں جتھے رکھتے تھے چنانچہ بنو عبد الشمس حضرت عثمانؓ کے حق میں تھے اور بنو عبد المطلب حضرت علیؓ کے حق میں۔ اور ان دونوں کو عرب میں بڑی قوت حاصل تھی۔ جب خلافت میں تنزل واقع ہوا اور مسلمانوں کی اکثریت میں سے ایمان اور عمل صالح جاتا رہا تو حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد بنو عبد الشمس نے مسلمانوں پر تسلط جما لیا اور یہ وہ لوگ تھے جو حضرت عثمانؓ سے تعلق رکھتے تھے چنانچہ انکی حکومت کے دوران میں حضرت علیؓ کی تو مذمت ہوتی رہی اور حضرت عثمانؓ کی خوبیاں بیان ہوتی رہیں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے مداح اور ان کی خوبیوں کا ذکر کرنے والے اس دور میں بہت ہی کم تھے۔ اس کے بعد حالات میں پھر تغیر پیدا ہوا اور بنو عبد الشمس کی جگہ بنو عبد المطلب نے قبضہ کر لیا یعنی بغداد میں دولت عباسیہ قائم ہو گئی۔ اور یہ وہ لوگ تھے جو اہل بیت سے تعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ ان کا تمام زور حضرت علیؓ کی تعریف اور آپ کی خوبیاں بیان کرنے پر صرف ہونے لگ گیا۔ اسی طرح کئی سو سال تک مسلمانوں کا ایک حصہ حضرت عثمانؓ کے اوصاف شمار کرتا رہا اور ایک حصہ حضرت علیؓ کے اوصاف شمار کرتا رہا۔ مگر باوجود اس کے خلفاء اربعہ کے بعد اسلامی حکومتوں کے یہ دو دور آئے اور دونوں ایسے تھے کہ ان میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے تعلق رکھنے والے لوگ بہت کم تھے۔ پھر بھی دنیا میں جو عزت اور رتبہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے فتووں اور ارشادات کو حاصل ہے وہ ان دونوں کو حاصل نہیں۔ گو ان سے اُتر کر انہیں بھی حاصل ہے اور یہ ثبوت ہے وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ کا کہ خدا نے ان کے دین کو قائم کیا۔ اور ان کی عزت کو لوگوں کے قلوب میں جاگزیں کیا۔ چنانچہ آج کسی مسلمان سے پوچھ لو کہ اس کے دل میں خلفاء میں سے سب سے زیادہ کس کی عزت ہے تو وہ پہلے حضرت ابو بکرؓ کا نام لے گا پھر حضرت عمرؓ کا نام لے گا۔ پھر حضرت عثمانؓ کا نام لے گا اور پھر حضرت علیؓ کا نام لے گا حالانکہ کئی صدیاں ایسی گذری ہیں جن میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کا نام لینے والا کوئی نہیں تھا اور اتنے لمبے وقفہ میں بڑے بڑے لوگوں کے نام دنیا سے مٹ جایا کرتے ہیں لیکن خدا نے اُن کے نام کو قائم رکھا اور اُن کے فتووں اور ارشادات کو وہ مقام دیا جو حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے فتووں اور ارشادات کو بھی حاصل نہیں۔

پھر بنو عبد الشمس کے زمانہ میں حضرت علیؓ کو بدنام کرنے کی بڑی کوششیں کی گئیں اور دولت عباسیہ کے زمانہ میں حضرت عثمانؓ پر بڑا لعن طعن کیا گیا۔ مگر باوجود اس کے کہ یہ کوششیں حکومت کی طرف سے ہوئیں اور انہوں نے اپنے اپنے زمانوں میں ان کو بدنام کرنے اور ان کے ناموں کو مٹانے کے لئے بڑی کوشش کی، مگر پھر بھی یہ دونوں خلفاء دُھلے دھلائے نکل آئے اور خدا نے تمام عالم اسلام میں ان کی عزت و توقیر کو قائم کر دیا۔

پھر دین کے ایک معنی سیاست اور حکومت کے بھی ہوتے ہیں

اس لحاظ سے سچے خلفاء کی اللہ تعالیٰ نے یہ علامت بتائی کہ جس سیاست اور پالیسی کو وہ چلائیں گے اللہ تعالیٰ اُسے دنیا میں قائم فرمائے گا۔

یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات میں خلیفۂ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے لیکن ان معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہو اگر اُس سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اُسے اس غلطی پر مطلع کر دیتا ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اسے عصمتِ صغریٰ کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء کو تو عصمتِ کبریٰ حاصل ہوتی ہے لیکن خلفاء کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اُن سے کوئی ایسی اہم غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب ہو۔ اُن کے فیصلوں میں جزئی اور معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ مگر انجام کار نتیجہ یہی ہو گا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو گا اور اس کے مخالفین کو شکست ہو گی۔ گویا بوجہ اس کے کہ ان کو عصمتِ صغریٰ حاصل ہو گی۔ خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہو گی جو اُن کی ہو گی۔ بیشک بولنے والے وہ ہوں گے زبانیں انہی کی حرکت کریں گی۔ ہاتھ انہی کے چلیں گے۔ دماغ انہی کا کام کرے گا مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا اپنا ہاتھ ہو گا۔ اُن سے جزئیات میں معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ بعض دفعہ اُن کے مشیر ان کو غلط مشورہ دے سکتے ہیں لیکن ان درمیانی روکوں سے گذر کر کامیابی انہی کو حاصل ہو گی اور جب تمام کڑیاں مل کر زنجیر بنے گی تو وہ صحیح ہو گی اور ایسی مضبوط ہو گی کہ کوئی طاقت اُسے توڑ نہیں سکیگی۔

پانچویں علامت

اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا یعنی جب کبھی قومی طور پر اسلامی خلافت کے لئے کوئی خوف پیدا ہو گا اور لوگوں کے دلوں میں ایمان باقی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس خوف کے بعد ضرور ایسے سامان پیدا کر دیگا کہ جن سے مسلمانوں کا خوف امن سے بدل جائیگا۔ چنانچہ دیکھ لو حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب ابتری کی حالت پیدا ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کو حضرت علیؓ کے ہاتھ پر اکٹھا کر دیا۔ اور جب حضرت علیؓ کے مقابلہ میں حضرت معاویہؓ کھڑے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت معاویہؓ کے دل میں اُس زمانہ کے مناسب حال خشیت اللہ پیدا کر دی اور جب روم کے عیسائی بادشاہ نے مسلمانوں کا انتشار دیکھ کر اسلامی ممالک پر حملہ کرنا چاہا تو حضرت معاویہؓ نے اُسے کہلا بھیجا کہ یہ نہ سمجھنا کہ مسلمانوں میں اختلاف ہے اگر تم نے اسلامی ملکوں پر حملہ کیا تو سب سے پہلا جرنیل جو حضرت علیؓ کی طرف سے تمہارے مقابلہ کے لئے نکلے گا۔ وہ میں ہوں گا۔ چنانچہ رومی بادشاہ ڈر گیا اور مسلمانوں کا خوف امن سے بدل گیا۔ یہ ایک جزوی ایمان تھا۔ اگر حضرت معاویہؓ اُس وقت کلی طور پر ہتھیار ڈال دیتے اور حضرت علیؓ کے تابع ہو جاتے تو مسلمانوں کا اختلاف ہمیشہ کے لئے مٹ جاتا۔ اور ایسے خوش کن نتائج نکلتے کہ آج ہر مسلمان کی گردن فخر سے اونچی ہوتی مگر افسوس کہ حضرت معاویہؓ نے صرف وقتی اطاعت کا اعلان کیا، حقیقی اطاعت کا اعلان نہ کیا۔

بعض لوگ غلطی سے اس آیت کا یہ مفہوم سمجھتے ہیں کہ خلفاء راشدین ہر تخویف سے محفوظ رہتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو چونکہ خلافت کے بعد مختلف حوادث پیش آئے اور دشمنوں نے انہیں شہید کر دیا اس لئے حضرت ابو بکرؓ کے سوا اور کسی کو خلیفۂ راشد تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ غلطی انہیں اس لئے لگی ہے کہ انہوں نے قرآنی الفاظ پر غور نہیں کیا۔ بیشک خوف کا امن سے بدل جانا بھی بڑی نعمت ہے لیکن اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ الْخَوْفِ أَمْنًا۔ کہ جو بھی خوف پیدا ہو گا اُسے امن سے بدل دیا جائے گا۔ بلکہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا فرمایا ہے کہ جو خوف ان کے دل میں پیدا ہو گا اور جس چیز سے وہ ڈریں گے اللہ تعالیٰ اُسے دور کر دے گا۔ اور اس کی جگہ امن پیدا کر دے گا۔ پس وعدہ یہ نہیں کہ زید اور بکر کے نزدیک جو بھی ڈرنے والی بات ہو وہ خلفاء کو پیش نہیں آئے گی۔ بلکہ وعدہ یہ ہے کہ جس چیز سے وہ ڈریں گے۔ اللہ تعالیٰ اُسے ضرور دُور کر دے گا۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ مثال کے طور پر یوں سمجھ لو کہ (مسلسل صفحہ ۱۱ پر)

سانپ بظاہر ایک بڑی خوفناک چیز ہے مگر کئی لوگ ہیں جو سانپ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے سانپ کا خوف کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اسی طرح فقر ایک بڑی خوف والی چیز ہے مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ فقر میرے لئے ذلت کا موجب نہیں بلکہ فخر کا موجب ہے۔ اب اگر کسی کے ذہن میں یہ بات ہو کہ کھانے کے لئے اگر ایک وقت کی روٹی بھی نہ ملے تو یہ بڑی ذلت کی بات ہوتی ہے تو کیا اس کے اس خیال کی وجہ سے ہم یہ مان لیں گے کہ نعوذ باللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ذلت ہوئی؟ جو شخص فقر کو اپنی عزت کا موجب سمجھتا ہے۔ جو شخص چیتھڑوں کو قیمتی لباس سے زیادہ بہتر چیز سمجھتا ہے اور جو شخص دنیوی مال و متاع کو نجاست کی طرح حقیر سمجھتا ہے اس کے لئے فقر کا خوف بالکل بے معنے ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ الْخَوْفِ اَمْنًا بلکہ فرمایا ہے وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کہ کوئی ایسی خوف والی بات پیدا نہیں ہوگی جس سے وہ ڈرتے ہونگے۔ اس فرق کو مدنظر رکھ کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ

خلفاء پر کوئی ایسی مصیبت نہیں آئی جس سے انہوں نے خوف کھایا ہو

اور اگر آئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے امن سے بدل دیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت عمرؓ شہید ہوئے۔ مگر جب واقعات کو دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کو اس شہادت سے کوئی خوف نہیں تھا۔ بلکہ وہ متواتر دعائیں کیا کرتے تھے کہ یا اللہ مجھے شہادت نصیب کر اور شہید بھی مجھے مدینہ میں کر... پھر حضرت عثمانؓ کے ساتھ جو واقعات پیش آئے اُن سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان باتوں سے کبھی خائف نہیں ہوئے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ جب باغیوں نے مدینہ پر قبضہ کرلیا تو وہ نماز سے پہلے تمام مسجد میں پھیل جاتے۔ اور اہل مدینہ کو ایک دوسرے سے جدا جدا رکھتے تاکہ وہ اکٹھے ہوکر اُن کا مقابلہ نہ کرسکیں۔ مگر باوجود اس شورش اور فتنہ انگیزی اور فساد کے حضرت عثمانؓ نماز پڑھانے کے لئے اکیلے مسجد میں تشریف لاتے اور ذرا بھی خوف محسوس نہ کرتے اور اس وقت تک برابر آتے رہے جب تک لوگوں نے آپ کو منع نہ کر دیا...

یہی حال حضرت علیؓ کا ہے۔ اُن کے دل کا خوف بھی صرف صداقت اور روحانیت کی اشاعت کے بارہ میں تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس خوف کو امن سے بدل دیا یہ ڈر نہیں تھا کہ لوگ میرے ساتھ کیا سلوک کریں گے چنانچہ باوجود اس کے کہ حضرت معاویہؓ کا لشکر بعض دفعہ حضرت علیؓ کے لشکر سے کئی گنا زیادہ ہوتا تھا آپ اس کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے تھے اور یہی فرماتے تھے کہ

جو کچھ قرآن کہتا ہے وہی مانوں گا۔ اس کے خلاف میں کوئی بات تسلیم نہیں کرسکتا

اگر محض لوگوں کی مخالفت کو ہی خوفناک امر قرار دے دیا جائے تب تو ماننا پڑے گا کہ انبیاء (نعوذ باللہ) ہمیشہ لوگوں سے ڈرتے رہے ہیں کیونکہ جتنی مخالفت لوگ ان کی کرتے ہیں اتنی مخالفت اور کسی کی نہیں کرتے بہرحال دنیا کی مخالفت کوئی حقیقت نہیں رکھتی اور نہ خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ الْخَوْفِ اَمْنًا بلکہ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا فرمایا ہے۔ کہ جس چیز سے وہ ڈرتے ہونگے اُسے اللہ تعالیٰ دور کر دے گا اور اُن کے خوف کو امن سے بدل دے گا اور جیسا کہ میں بتا چکا ہوں وہ صرف اس بات سے ڈرتے تھے کہ امتِ محمدیہ میں گمراہی اور ضلالت نہ آجائے سو امتِ محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اُن کی اس توجہ اور دعا کی برکت سے بحیثیت مجموعی ضلالت سے محفوظ رکھا اور اہل السنت والجماعت کا مذہب ہی دنیا کے کثیر حصہ پر ہمیشہ غالب رہا۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ خلفاء راشدین فوت ہوگئے تو ان کی وفات کے سالہا سال بعد خدا تعالیٰ نے اُن کے خوف کو امن سے بدلا۔ کبھی سو سال بعد کبھی دو سو سال بعد۔ کبھی تین سو سال بعد۔ کبھی چار سو سال کے بعد اور کبھی پانچ سو سال کے بعد اور اس طرح ظاہر کردیا کہ خدا تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ ان کے ارادے رائیگاں جائیں۔ لیکن اگر اس ساری آیت کو ساری قوم کی طرف منسوب کردیا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ اس صورت میں بھی وہی معنے کئے جائیں گے جن کو میں نے بیان کیا ہے۔ یعنی اس صورت میں بھی ساری قوم کو اگر کوئی خوف ہو سکتا تھا تو وہ کفار کے اسلام پر غلبہ کا ہو سکتا تھا۔ فردی طور پر تو کسی کو یہ خوف ہو سکتا ہے کہ میرا بیٹا نہ مرجائے۔ کسی کو یہ خوف ہو سکتا ہے کہ مجھے تجارت میں نقصان نہ ہوجائے۔ مگر قوم کا خوف تو ایسا ہی ہو سکتا ہے جو اپنے اندر قومی رنگ رکھتا ہو اور وہ خوف بھی یہی ماننا پڑتا ہے کہ ایسا نہ ہو اسلام پر کفار غالب آجائیں۔ سو قوم کا یہ خوف بھی اسلام کے ذریعہ ہی دور ہوا۔

اور اسلام کو ایسا زبردست غلبہ حاصل ہوا جس کی اور کہیں مثال نہیں ملتی

خلفاء کی چھٹی علامت

اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا" وہ خلفاء میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ یعنی اُن کے دلوں میں خدا تعالیٰ جرأت اور دلیری پیدا کردے گا اور خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی کا خوف اُن کے دل میں پیدا نہیں ہوگا۔ وہ لوگوں کے ڈر سے کوئی کام نہیں کریں گے بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھیں گے اور اُسی کی خوشنودی اور رضا کے لئے تمام کام کریں گے۔ یہ معنے نہیں کہ وہ بت پرستی نہیں کریں گے۔ بت پرستی تو عام مسلمان بھی نہیں کرتے کجا یہ کہ خلفاء کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ بت پرستی نہیں کریں گے۔ پس یہاں بت پرستی کا ذکر نہیں بلکہ اس امر کا ذکر ہے کہ وہ بندوں سے ڈر کر کسی مقام سے اپنا قدم پیچھے نہیں ہٹائیں گے بلکہ جو کچھ کریں گے خدا تعالیٰ کے منشاء اور اس کی رضا کو پورا کرنے کے لئے کریں گے اور اس امر کی ذرا بھی پرواہ نہیں کریں گے کہ اس راہ میں انہیں کن بلاؤں اور آفات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دنیا میں بڑے سے بڑا دلیر آدمی بھی بعض دفعہ لوگوں کے ڈر سے ایسا پہلو اختیار کرلیتا ہے جس سے گو یہ مقصود نہیں ہوتا کہ وہ سچائی کو چھوڑ دے مگر دل میں یہ خواہش ضرور ہوتی ہے کہ میں ایسے رنگ میں کام کروں کہ کسی کو شکوہ پیدا نہ ہو۔

مولوی غلام علی صاحب ایک کٹر وہابی ہوا کرتے تھے۔ وہابیوں کا یہ فتویٰ تھا کہ ہندوستان میں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے۔ لیکن حنفیوں کے نزدیک ہندوستان میں جمعہ کی نماز جائز نہیں تھی۔ کیونکہ وہ کہتے تھے کہ جمعہ پڑھنا تب جائز ہو سکتا ہے جب مسلمان سلطان ہو۔ جمعہ پڑھانے والا مسلمان قاضی ہو اور شہر میں جمعہ پڑھا جائے۔ وہ شہر جو ہندوستان میں انگریزی حکومت کی وجہ سے چونکہ نہ مسلمان سلطان رہا تھا۔ نہ قاضی اس لئے وہ جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتے تھے ادھر چونکہ قرآن کریم میں وہ یہ لکھا ہوا پاتے تھے کہ جب تمہیں جمعہ کے لئے بلایا جائے تو فوراً تمام کام چھوڑتے ہوئے جمعہ کی نماز کے لئے چل پڑو۔ اس لئے ان کے دلوں کو اطمینان نہ تھا۔ ایک طرف ان کا جی چاہتا تھا کہ وہ جمعہ پڑھیں اور دوسری طرف وہ ڈرتے تھے کہ کہیں کوئی حنفی مولوی ہمارے خلاف فتویٰ نہ دے دے۔ اس مشکل کی وجہ سے ان کا یہ دستور تھا کہ جمعہ کے روز گاؤں میں پہلے جمعہ پڑھتے اور پھر ظہر کی نماز ادا کر لیتے۔ اور وہ خیال کرتے کہ اگر جمعہ والا مسئلہ درست ہے تب بھی ہم بچ گئے اگر ظہر پڑھنے والا مسئلہ صحیح ہے تب بھی ہم بچ گئے۔ اسی لئے وہ ظہر کا نام ظہر کی بجائے "احتیاطی" رکھا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ خدا نے اگر ہمارے جمعہ کی نماز کو الگ پھینک دیا تو ہم ظہر کو

اٹھاکر اس کے سامنے رکھ دیں گے اور اگر اُس نے ظہر کو رد کر دیا تو ہم جمعہ اس کے سامنے پیش کر دیں گے۔ اور اگر کوئی "احتیاطی" نہ پڑھتا تو سمجھا جاتا کہ وہ وہابی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ہم مولوی غلام علی صاحب کے ساتھ گورداسپور گئے۔ راستہ میں جمعہ کا وقت آگیا۔ ہم نماز پڑھنے کے لئے ایک مسجد میں چلے گئے۔ آپ کا عام طریق وہابیوں سے ملتا جلتا تھا کیونکہ وہابی حدیثوں کے مطابق عمل کرنا اپنے لئے ضروری جانتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا ہی انسان کی نجات کے لئے ضروری ہے

غرض آپ بھی مولوی غلام علی صاحب کے ساتھ گئے اور جمعہ کی نماز پڑھی جب مولوی غلام علی صاحب جمعہ کی نماز سے فارغ ہو گئے تو انہوں نے چار رکعت ظہر کی نماز پڑھ لی۔ آپ فرماتے تھے کہ میں نے اُن سے کہا کہ مولوی صاحب یہ جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعتیں کیسی ہیں۔ وہ کہنے لگے یہ "احتیاطی" ہے۔ میں نے کہا۔ مولوی صاحب! آپ تو وہابی ہیں اور عقیدۃً اس کے مخالف ہیں پھر "احتیاطی" کے کیا معنے ہوئے۔ وہ کہنے لگے یہ احتیاطی ان معنوں میں نہیں کہ خدا کے سامنے ہمارا جمعہ قبول ہوتا ہے یا ظہر۔ بلکہ یہ ان معنوں میں ہے کہ لوگ مخالفت نہ کریں۔ تو کئی لوگ اس طرح بھی کام کر لیتے ہیں جیسے مولوی غلام علی صاحب نے کیا کہ اپنے دل میں تو وہ اس بات پر خوش رہے کہ انہوں نے جمعہ پڑھا ہے اور اُدھر لوگوں کو خوش کرنے کے لئے چار رکعت ظہر کی نماز بھی پڑھ لی۔

اسی طرح ایک لطیفہ مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ کوئی سُنی بزرگ تھے۔ جو شیعوں کے علاقہ میں رہتے تھے۔ ایک دفعہ غربت کی وجہ سے وہ بہت پریشان ہو گئے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ بادشاہ کے پاس پہنچ کر مدد کی درخواست کرنی چاہیئے۔ چنانچہ وہ اس کے پاس گئے اور مدد کی درخواست کی۔ وزیر نے اُن کی شکل کو دیکھ کر بادشاہ کو کہا کہ یہ شخص شیعہ نہیں سُنی معلوم ہوتا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ تمہیں کس طرح معلوم ہوا۔ وہ کہنے لگا۔ بس شکل سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ بادشاہ کہنے لگا یہ کوئی دلیل نہیں تم میرے سامنے اس کا امتحان لو۔ چنانچہ وزیر نے ان کے سامنے حضرت علیؓ کی بڑے زور سے تعریف شروع کر دی وہ بزرگ بھی حضرت علیؓ کی تعریف کرنے لگ گئے۔ بادشاہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ دیکھا تم جو کچھ کہتے تھے وہ غلط ثابت ہوا یا نہیں۔ اگر یہ شیعہ نہ ہوتا تو کیا حضرت علیؓ کی ایسی ہی تعریف کرتا۔ وزیر کہنے لگا۔ بادشاہ سلامت آپ خواہ کچھ کہیں مجھے یہ سُنّی ہی معلوم ہوتا ہے۔ بادشاہ نے کہا اچھا امتحان کے لئے پھر کوئی اور بات کرو۔ چنانچہ وزیر کہنے لگا۔ ہر سہ پر لعنت۔ یعنی ابوبکرؓ۔ عمرؓ اور عثمانؓ پر (نعوذ باللہ) لعنت۔ وہ بھی کہنے لگا۔ بر ہر سہ لعنت۔ بادشاہ نے کہا۔ اب تو یہ یقینی طور پر شیعہ ثابت ہو گیا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ بظاہر تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے مگر میرا دل مطمئن نہیں۔ آخر وزیر انہیں الگ لے گیا۔ اور کہا۔ سچ سچ بتاؤ۔ تمہارا مذہب کیا ہے؟ اُس نے کہا۔ میں سُنّی ہوں اُس نے کہا۔ پھر تم نے۔ بر ہر سہ لعنت کیوں کہا تھا۔ وہ بزرگ کہنے لگے۔ تمہاری ان الفاظ سے تو یہ مراد تھی۔ کہ ابوبکرؓ۔ عمرؓ اور عثمانؓ پر لعنت ہو۔ مگر میری مراد یہ تھی کہ آپ دونوں اور مجھ پر لعنت ہو۔ آپ لوگوں پر اس لئے کہ آپ بزرگوں پر لعنت کرتے ہیں اور مجھ پر اس لئے کہ مجھے اپنی بدبختی سے تم جیسے لوگوں کے پاس آنا پڑا۔

غرض انسان کئی طریق سے وقت گزار لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس طرح اس نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا۔ مگر فرمایا۔ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا۔

خلفاء انتہائی طور پر دلیر ہونگے اور خوف و ہراس اُن کے قریب بھی نہیں پھٹکے گا۔

وہ جو کچھ کریں گے خدا کی رضاء کے لئے کریں گے۔ کسی انسان سے ڈر کر اُن سے کوئی فعل صادر نہیں ہوگا۔

یہ علامت بھی خلفاء راشدین میں تمام و کمال پائی جاتی ہے۔ چنانچہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ تو اس وقت سارا عرب مرتد ہو گیا۔ صرف دو جگہ نماز باجماعت ہوتی تھی۔ باقی تمام مقامات میں فتنہ اُٹھ کھڑا ہوا اور سوائے مکہ اور مدینہ اور ایک چھوٹے سے قصبہ کے تمام ملک نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمایا تھا کہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً (توبہ ع) تو اُن کے مالوں سے صدقہ لے۔ کسی اور کو یہ اختیار نہیں کہ ہم سے زکوٰۃ وصول کرے۔ غرض سارا عرب مرتد ہو گیا اور وہ لڑائی کے لئے چل پڑا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گو اسلام کمزور تھا مگر لوگ متفرق طور پر حملہ کرتے تھے۔ کبھی ایک گروہ نے حملہ کر دیا اور کبھی دوسرے نے۔ جب غزوۂ احزاب کے موقعہ پر کفار کے لشکر نے اجتماعی رنگ میں مسلمانوں پر حملہ کیا تو اُس وقت تک اسلام ایک حد تک طاقت پکڑ چکا تھا گو ابھی اتنی زیادہ طاقت حاصل نہیں ہوئی تھی کہ انہیں آئندہ کے لئے کسی حملہ کا ڈر ہی نہ رہتا۔ اس کے بعد جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ فتح کرنے کے لئے گئے تو اُس وقت عرب کے بعض قبائل بھی آپ کی مدد کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اس طرح خدا تعالےٰ نے تدریجی طور پر دشمنوں میں جوش پیدا کیا تاکہ وہ اتنا زور نہ پکڑ لیں کہ سب ملک پر چھا جائیں۔ لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یکدم تمام عرب مرتد ہو گیا۔ صرف مکہ اور مدینہ اور ایک اور چھوٹا سا قصبہ رہ گئے۔ باقی سب مقامات کے لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اور وہ لشکر لیکر مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ بعض جگہ تو اُن کے پاس ایک ایک لاکھ کا بھی لشکر تھا۔ مگر اِدھر صرف دس ہزار کا ایک لشکر تھا اور وہ بھی شام کو جا رہا تھا۔ اور یہ وہ لشکر تھا جسے اپنی وفات کے قریب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے رومی علاقہ پر حملہ کرنے کے لئے تیار کیا تھا۔ اور اسامہؓ کو اس کا افسر مقرر کیا تھا۔ باقی جو لوگ تھے وہ یا تو کمزور اور بڈھے تھے اور یا پھر گنتی کے چند نوجوان تھے۔ یہ حالات دیکھ کر صحابہؓ نے سوچا کہ اگر ایسی بغاوت کے وقت اسامہؓ کا لشکر بھی روانہ ہو گیا تو مدینہ کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ اکابر صحابہؓ کا ایک وفد جس میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بھی شامل تھے اور جو شجاعت اور دلیری میں مشہور تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ کچھ عرصہ کے لئے اس لشکر کو روک لیا جائے۔ جب بغاوت فرو ہو جائے تو پھر بیشک اُسے بھجوا دیا جائے۔ مگر اب اس کا بھجوانا خطرہ سے خالی نہیں۔ مدینہ کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں اور دشمن کا لشکر ہماری طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہایت غصہ کی حالت میں فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد ابو قحافہ کا بیٹا سب سے پہلا یہ کام کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اُسے روک لے۔ میں اس لشکر کو کسی صورت میں روک نہیں سکتا۔ اگر تمام عرب باغی ہو گیا ہے تو بیشک ہو جائے اور اگر مدینہ کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں تو بے شک نہ رہے۔

خدا کی قسم اگر دشمن کی فوج مدینہ میں گھس آئے اور ہمارے سامنے مسلمان عورتوں کی لاشیں کُتّے گھسیٹتے پھریں تب بھی میں اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا

جس کو روانہ کرنے کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اگر تم دشمن کی فوجوں سے ڈرتے ہو تو بے شک میرا ساتھ چھوڑ دو

میں اکیلا تمام دشمنوں کا مقابلہ کروں گا

یہ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا کی صداقت کا کتنا بڑا ثبوت ہے

دوسرا سوال زکوٰۃ کا تھا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اگر آپ لشکر نہیں روک سکتے تو صرف اتنا کیجیئے کہ ان لوگوں سے عارضی صلح کر لیں اور انہیں کہہ دیں

کہ ہم اس سال تم سے زکوٰۃ نہیں لیں گے۔ اس دوران میں ان کا جوش ٹھنڈا ہو جائے گا اور تفرقہ کے مٹنے کی کوئی صورت پیدا ہو جائے گی۔ موجودہ صورت میں جبکہ وہ جوش سے بھرے ہوئے ہیں اور جبکہ وہ لڑنے مرنے کے لئے تیار ہیں اُن سے زکوٰۃ وصول کرنا مناسب نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ لوگ اونٹ کا گھٹنا باندھنے والی ایک رسّی بھی زکوٰۃ میں دیا کرتے تھے اور اب نہیں دیں گے تو میں اُس وقت تک اُن سے جنگ جاری رکھوں گا جب تک کہ وہ رسّی بھی اُن سے وصول نہ کر لوں۔ اس پر صحابہؓ نے کہا اگر جیشِ اسامہؓ بھی چلا گیا۔ اور ان لوگوں سے عارضی صلح بھی نہ کی گئی تو پھر دشمن کا کون مقابلہ کرے گا۔ مدینہ میں تو بڈھے اور کمزور لوگ یا چند نوجوان ہیں وہ بھلا لاکھوں کا کہاں مقابلہ کر سکتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ اے دوستو

اگر تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو ابوبکرؓ اکیلا ان کا مقابلہ کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوگا

یہ دعویٰ اس شخص کا ہے جسے فنونِ جنگ سے کچھ زیادہ واقفیت نہ تھی اور جس کے متعلق عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ دل کا کمزور ہے۔ پھر یہ جرأت۔ یہ دلیری، یہ یقین اور یہ وثوق آپ میں کہاں سے آیا؟ اسی وجہ سے آیا کہ آپ نے یہ سمجھ لیا تھا کہ میں خلافت کے مقام پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کھڑا ہوں اور مجھ پر ہی تمام کاموں کی ذمہ داری ہے۔ پس میرا فرض ہے کہ میں مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤں۔ کامیابی دینا یا نہ دینا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر وہ کامیابی دینا چاہے گا تو آپ دے دے گا اور اگر نہیں دینا چاہے گا تو سارے لشکر مل کر بھی کامیاب نہیں کر سکتے۔

اسی طرح

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ جرأت دیکھو

کہ انہوں نے اپنے عہد خلافت میں دنیا کی دو زبردست حکومتوں یعنی قیصر و کسریٰ سے بیک وقت جنگ شروع کر دی۔ حالانکہ اس زمانہ میں صرف قیصر کا مقابلہ کرنا بھی ایسا ہی تھا۔ جیسے آجکل افغانستان کی حکومت امریکہ یا انگلستان سے لڑائی شروع کر دے۔ مگر باوجود اتنی زبردست حکومت کے ساتھ جنگ جاری ہونے کے جب حضرت ابوبکرؓ کے سامنے یہ سوال پیش ہوا کہ کسریٰ کی فوجوں نے مسلمانوں کے مقابلہ میں سرگرمی دکھانی شروع کر دی ہے اور ان کے بہت سے علاقے جو مسلمانوں کے قبضہ میں تھے اُن میں بغاوت اور سرکشی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں تو آپ نے حکم دیا کہ فوراً ایران پر حملہ کر دو۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں دو زبردست حکومتوں سے کس طرح مقابلہ ہوگا۔ مگر آپ فرماتے ہیں۔ کچھ پرواہ نہیں جاؤ اور مقابلہ کرو۔ مسلمان چونکہ اس وقت رومی حکومت سے جنگ کرنے میں مشغول تھے اس لئے ایران پر مسلمانوں کا یہ حملہ اس قدر دور از قیاس تھا کہ ایران کے بادشاہ کو جب یہ خبریں پہنچیں کہ مسلمان فوجیں بڑھتی چلی آ رہی ہیں تو اس نے ان خبروں کو کوئی اہمیت نہ دی اور کہا کہ لوگ خواہ مخواہ جھوٹی افواہیں اُڑا رہے ہیں۔ مسلمان بھلا ایسی حالت میں جبکہ وہ پہلے ہی ایک خطرناک جنگ میں مبتلا ہیں ایران پر حملہ کرنے کا خیال بھی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ تک تو ایرانیوں کی شکست کی بڑی وجہ یہی ہوئی کہ دارالخلافہ سے مسلمانوں کے مقابلہ میں کوئی فوج نہیں آئی۔ اور بادشاہ خیال کرتا رہا کہ لوگ جھوٹی خبریں اُڑا رہے ہیں۔ مگر جب کثرت اور تواتر کے ساتھ اسے اس قسم کی خبریں پہنچیں تو اس نے اپنا ایک جرنیل بھیجا اور اسے حکم دیا کہ میرے پاس صحیح حالات کی رپورٹ کرو چنانچہ اس نے جب رپورٹ کی کہ مسلمان واقعہ میں حملہ کر رہے ہیں اور وہ بہت سے علاقوں پر قابض بھی ہو چکے ہیں۔ تب اُس نے ان کے مقابلہ کے لئے فوج بھیجی۔ اس سے تم اندازہ لگا لو کہ مسلمانوں کا اس لڑائی میں کودنا بظاہر کتنا خطرناک تھا جبکہ اس کے ساتھ ہی وہ رومی لشکر کا بھی مقابلہ کر رہے تھے۔ مگر

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خدا تعالیٰ نے مقام خلافت پر کھڑا کرنے کے بعد جو قوت بخشی تھی اس کے آگے ان چیزوں کی کوئی حقیقت نہ تھی۔

انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ اتنے مسلمان کہاں سے آئیں گے جو ایرانی لشکر کا مقابلہ کر سکیں۔ انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ اتنا سامان اور اسلحہ کہاں سے آئے گا جو ایرانی فوجوں کے سامان اور اسلحہ کے مقابلہ میں کام آ سکے۔ انہوں نے ایرانیوں کی سرکشی کی خبر سنتے ہی فوراً اپنے سپاہیوں کو اس آگ میں کود جانے کا حکم دے دیا اور کسریٰ سے بھی جنگ شروع کر دی۔ اس کے بعد جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو وہی عمرؓ جو ابوبکرؓ کو یہ مشورہ دیتے تھے کہ اتنے بڑے لشکر کا ہم کہاں مقابلہ کر سکتے ہیں وہ بہت ہیں اور ہم تھوڑے۔ جیشِ اسامہؓ کو روک لیا جائے تاکہ وہ ہماری مدد کر سکے۔ اُن میں بھی وہی توکل آ گیا۔ اور انہوں نے بھی ایک ہی وقت میں قیصر و کسریٰ سے جنگ شروع کر دی اور آخر ان دونوں حکومتوں کا تختہ الٹ کر رکھ دیا۔ اسی جنگ کے نتیجہ میں جب ایران فتح ہوا اور کسریٰ کے خزائن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو وہاں غنیمت میں کسریٰ کا ایک رومال بھی آیا جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ملا۔ ایک دن انہیں کھانسی اٹھی تو انہوں نے اپنی جیب میں سے کسریٰ شاہِ ایران کا رومال نکال کر اس میں تھوک دیا اور پھر کہا بَخٍ بَخٍ اَبُوْھُرَیْرَۃ۔ واہ وا ابوہریرہ! تیری بھی کیا شان ہے کہ تو آج کسریٰ شاہِ ایران کے رومال میں تھوک رہا ہے۔ لوگوں نے پوچھا۔ کہ آپ نے یہ کیا الفاظ استعمال کئے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض دفعہ مجھے اتنے فاقے ہوتے تھے کہ میں بھوک سے بیتاب ہو کر بے ہوش ہو جاتا اور لوگ یہ سمجھ کر کہ مجھے مرگی کا دورہ ہو گیا ہے میرے سر پر جوتیاں مارا کرتے مگر آج یہ حالت ہے کہ میں کسریٰ کے رومال میں تھوک رہا ہوں۔ تو یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا کی علامت خدا تعالیٰ نے خلفائے راشدین کے ذریعہ نہایت واضح رنگ میں پوری فرمائی اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے سوا کبھی کسی کا خوف اپنے دل میں نہیں آنے دیا۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ جیسے باحیا اور رقیق القلب انسان نے اندرونی مخالفت کا مقابلہ جس یقین سے کیا ہے وہ

انسانی عقل کو دنگ کر دیتا ہے

حالانکہ وہ عام طور پر کمزور سمجھے جاتے تھے مگر جب ان کا اپنا زمانہ آیا تو انہوں نے ایسی بہادری اور جرأت سے کام لیا کہ انسان ان واقعات کو پڑھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ یہی حال حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے کسی مخالفت یا خطرے کی انہوں نے پرواہ نہیں کی۔ حالانکہ اندرونی خطرے بھی تھے اور بیرونی بھی مگر ان کے مدنظر صرف یہی امر رہا کہ خدا تعالیٰ کی مرضی پوری ہو اور ذرا بھی کسی سے خوف کھا کر اُس منشاء الٰہی میں جو انہوں نے سمجھا تھا فرق نہیں آنے دیا۔

غرض تمام خلفاء کے حالات میں ہمیں یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا کا نہایت اعلیٰ درجہ کا نظارہ نظر آتا ہے جو اس بات کا یقینی اور قطعی ثبوت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خود مقام خلافت پر کھڑا کیا تھا۔ اور وہ آپ ان کی تائید اور نصرت کا ذمہ دار رہا۔

(تفسیر کبیر تفسیر سورہ النور صفحہ ۳۶۶ تا صفحہ ۳۸۰)

امراء و صدر صاحبان جماعت احمدیہ بھارت توجہ فرمائیں

جملہ امراء و صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ کی منظوری سے امسال جلسہ سالانہ یو۔کے ۲۹ تا ۳۱ جولائی ۹۴ء اسلام آباد ٹلفورڈ (سرے) برطانیہ میں منعقد ہو رہا ہے اس میں شرکت کے خواہش مند احباب و خواتین کے کوائف حسب سرکلر نظارت امور عامہ بعد اپنی تصدیق کے جلد از جلد بھجوا دیں تاکہ انہیں لندن سے آمدہ دعوت نامے/سپانسر شپ بھجوائے جا سکیں جسے وہ دہلی کے برطانیہ ہائی کمیشن یا اپنے علاقہ کو نسلیٹ میں پیش کر کے ویزا حاصل کر سکیں۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

خلافت حقہ کی برکات

دورِ خلافت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کے چند ایمان افروز واقعات

از محترم والدہ طاہر احمد، ہمبرگ (جرمنی)

سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"مَیں خدا تعالیٰ کی مجسم قدرت ہوں میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو" (الوصیت)

پس یہ خدا تعالیٰ کی قدیم سے سنت ہے کہ جب دنیا ظھر الفساد فی البر والبحر کا نمونہ ہو جاتی ہے تو خدا اپنی رحمت سے اپنے ایک برگزیدہ کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرماتا ہے تا وہ توحید کی تخم ریزی کرے اور پھر اُس کے وصال کے بعد خلافت کے بابرکت نظام سے اُس کے باغ کی آبیاری کے سامان فرماتا ہے جو دائمی ہوتی ہے۔ اور اس خلیفہ کو خود خدا تعالیٰ منتخب فرماتا ہے۔ اگرچہ جماعت کے ذریعہ سے ہی کرتا ہے اور پھر وہ خدا تعالیٰ کی اُنگلی کے اشارہ پہ گامزن ہو کر جماعت کی روحانی تربیت کرتا ہے۔ پس خلیفہ وقت حقیقت میں ایک آسمانی وجود ہے جس میں وہ دنیاداروں کی نظر سے اوجھل رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریر نفس اُس کو دُکھ دینے کے درپے رہتے ہیں لیکن انجام کار ناکامی کا منہ دیکھتے ہیں۔ خلافت کا نظام ایک آسمانی برکت ہے اور خلیفہ ہی ہے جس کے ذریعہ انبیاء علیہ السلام کی برکات پھر دنیا میں جاری اور ساری رہتی ہیں۔ اور وہ جماعت خوش بخت ہوتی ہے جو اُن کے حلقہ میں صدق اور اخلاص سے داخل ہوتی ہے۔ اور اُن پر خلیفہ کا سایۂ الرحمت ہوتا ہے۔ اُن کی وجہ سے جماعت کا ہر فرد اپنے سرپر ایک چھت محسوس کرتا ہے۔ غرض کہ خلافت کی لامتناہی برکات ہیں جن سے جماعت کا ہر فرد فیض یاب ہو رہا ہوتا ہے۔ اور عوام الناس اُس سے محروم ہوتے ہیں۔ ان لامتناہی برکات کا تذکرہ اس چھوٹے مضمون میں سمندر میں سے ایک قطرہ لینے کے برابر ہے۔ انہی برکات کا اثر ہوتا ہے کہ اُن کے پیروکار دوسروں سے منفرد اور اعلیٰ نظر آتے ہیں اور بعض سعید فطرت اُن کے چہروں کے نشانوں سے اس بات کو شناخت کر لیتے ہیں کہ کسی ربّ کے عاشق صادق کی جماعت ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ان میں اپنے آقا کے اعلیٰ خلق کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ جن کو دوسرے بھی محسوس کرتے ہیں۔ سو یہ مسیح محمدی کی جماعت کی نشانی ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے

سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (سورۃ فتح ۳۰)

ایک دفعہ لاہور میں مجھ سے ایک سکول کی مالک خاتون نے جو کہ خود شیعہ تھیں، یہ سوال کیا کہ ایک عجیب بات میں احمدی لوگوں میں دیکھتی ہوں کہ جب کوئی احمدی فوت ہوتا ہے تو اُس کے چہرہ پر ایک عجیب سا نور نظر آتا ہے۔ جو ہم دوسرے مسلمانوں اور شیعہ میں نہیں دیکھتے اور یہ حقیقت ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟......

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ سب کچھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور برکت کے طفیل خلافت کی برکت سے ہے یہ جو فرق دوسروں کو بھی نظر آتا ہے یہاں پر میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ تربیت اور آپ کے دور رس فیض کی برکات کو بیان کرنا چاہتی ہوں۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے جو حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کے فرزند اور دوسرے خلیفہ اور سب سے بڑھ کر ربانی بشارتوں کے مظہر مصلح عالم تھے۔ اور مسیحی نفس کو پانے والے تھے۔ آپ بھی حضرت اقدس سردار دوجہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں میں سے تھے۔ اور ان کے برکات کو جاری کئے ہوئے تھے۔ آپ کی ساری زندگی کا ایک ایک لمحہ اس بات کا گواہ ہے۔ کہ آپ اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کی خدمت گزاری کرتے۔ اور جماعت کی اعلیٰ تربیت میں دن رات کوشاں رہتے جس طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پرندے بناتے تھے اور ان میں اپنی روح پھونکتے تھے تو وہ اڑنے والے پرندے ہو جاتے تھے۔ اسی طرح آپ نے اپنے مسیحی نفس کی برکت سے جماعت کی اعلیٰ تربیت کی اور ان میں فلک پر اڑنے والے پرندوں کی صفات پیدا کیں یہ کام معمولی نہ تھا اس کے لئے آپ نے خود بہت قربانیاں کیں اس تربیت کے کئی میدان ہیں۔ لیکن ان میں ایک منفرد کام وقار عمل تھا قادیان دارالامان کی بات ہے میرے بڑے بھائی صاحب نے ذکر کیا کہ کل نصرت گرلز سکول کے سامنے وقار عمل ہے اور اُس میں حضرت اقدس بھی تشریف لائیں گے۔ ہمیں بھی بہت شوق ہوتا تھا جہاں پتہ چلتا حضور اقدس آئیں گے وہاں ہم ضرور پہنچ جاتے۔ دوسرے دن بھائی جان بھی گئے اور میں بھی وہاں پہنچ گئی۔ اور جو نظارہ مَیں نے دیکھا وہ اس وقت سمجھ نہیں آیا۔ اب سمجھ آتی ہے کہ حضور اقدس کس طرح اپنی روح ان پرندوں میں پھونکتے تھے۔ آپ کا تربیت کا اپنا ایک منفرد اور انوکھا رنگ تھا۔ جس سے دوسرے متاثر ہوتے کوئی دنیادار لیڈر ہوتا تو خود کھڑے ہو کر حکم صادر کرتا۔ لیکن آپ نے خدام کی لمبی لائن بنائی۔ دو تین خدام مٹی کھود کر ٹوکریاں بھرتے اور خدا تعالیٰ کا یہ پیارا خلیفۃ المسیح سب سے اوّل لائن میں کھڑے ہو کر سب سے پہلے ٹوکری خود اُٹھاتے پھر اگلے ساتھی کو اور وہ اس سے اگلے کو اس طرح ٹوکریاں آگے پہنچ رہی تھیں۔ جہاں مٹی ڈالی جا رہی تھی وہاں خدام کے ساتھ اطفال بھی بڑے جوش و خروش سے شامل تھے۔ اور سب کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے ان کو دیکھ کر میرا بھی دل چاہے کہ میں بھی جا ان میں شامل ہو جاؤں۔ یہ وقار عمل گرمی میں کئی گھنٹے جاری رہا اور حضور اقدس برابر وہاں موجود رہے حالانکہ حضور انور کی طبیعت بہت نازک تھی آپ کو بہت جلد زکام اور گلے کی تکلیف ہو جاتی تھی۔ لیکن آپ ایک جرنیل کی طرح خود مٹی سے بھری ٹوکریاں اٹھا رہے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ قادیان میں کسی نے اشتیاق اور محبت میں نماز کے بعد واپس آتے ہوئے آپ پر ایک عطر چھڑک دیا تھا جس سے الکوحل تھی آپ کو سخت زکام ہو گیا تھا آپ کی طبیعت اتنی نازک تھی اس کے باوجود آپ مزدوروں کی طرح وہاں پر خدام کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ اس طرح آپ نے اپنے خدام میں خدمت دین کا اعلیٰ روح پیدا کی۔ جو آج بھی جماعت میں طرہ امتیاز رکھتی۔ آج ہر جگہ وقار عمل میں حضرت مصلح موعود ہی کی وہ روح کام کرتی نظر آتی ہے۔ یہ وہی وقار عمل ہے جسکی بنیادی اینٹ آپ کے مبارک ہاتھوں نے نصب کی تھی۔

ایک کڑا وقت مرکز سے ہجرت کا تھا۔ جب کوئی کسی کا پرسان حال نہ تھا۔ نہ ہی کوئی کسی کی مدد کر سکتا تھا۔ اس وقت حضرت اقدس کا مبارک ہاتھ جماعت کے سرپر رحمت کے سایہ کی طرح تھا جسکی وجہ سے ساری جماعت سخت خطرناک حالات میں باحفاظت پاکستان آگئی یہ بھی ایک طویل داستان ہے اس وقت آپ کی نظر جماعت کے

ایک ایک فرد پر تھی۔ ہمارے ایک کزن فوجی ٹرک لے کر قادیان گئے اور اپنے والدین اور بہن بھائیوں کو لے آئے۔ اور خوشی خوشی حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے فوراً ان سے ہمارے متعلق پوچھا کہ ان کو بھی لے آئے کہ نہیں۔ ان کا نفی میں جواب سن کر حضور انور ان سے ناراض ہوئے اور فرمایا اب تمہاری سزا یہ ہے کہ دوبارہ حکومت سے درخواست کر کے ٹرک لاؤ اور فوراً ان کو بھی لے کر آؤ۔

یہاں ہمارے والد ماجد نے گھر میں ہر قسم کا راشن بھر لیا ہوا تھا۔ اور آنے والے خطرات سے بے خبر اس خوش فہمی میں بیٹھے تھے کہ قادیان سے نہیں جانا ادھر دن بدن خطرات کا دائرہ تنگ ہو رہا تھا۔ اگر حضور انور ان کو نہ بھجواتے تو پتہ نہیں ہمارا کیا حشر ہوتا ہم پر یہ حضور اقدس کا عظیم احسان تھا کہ حضور انور کی دور رس نگاہ نے خطرات کو بھانپ لیا۔ اور ہمیں نکلوایا اور ہم حضرت کے ساتھ لاہور پہنچ گئے باقی حضرت والد صاحب اور بڑے بھائی قادیان دارالامان میں حفاظت کے لئے رہ گئے تھے۔ ان دنوں حضور اقدس کے شب و روز جماعت کے فکر و غم میں گزرے

ایک دن عاجزہ حضرت ام ناصر رضی اللہ عنہا کے پاس تھی۔ حضور اقدس پریشان آئے اور فرمایا سب کو پیغام دو کہ آج رات کو بڑے چھوٹے کوئی نہ سوئے ساری رات نوافل اور تلاوت قرآن کریم میں گزاریں۔ آج رات قادیان پر حملہ کا بہت سخت خطرہ ہے چنانچہ حضور اقدس کا یہ پیغام سب کو پہنچایا گیا ہم سب نے بھی اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ رات کا کچھ حصہ جاگ کر نوافل قرآن کریم کی تلاوت کرتے گزارہ۔ پس خدا تعالیٰ جو رحمن و رحیم ہے اس نے اپنے پیارے خلیفہ حضرت مصلح موعود کی تضرعات اور گریہ و زاری کو قبول فرمایا اور وہ اشک جو حضور انور نے اس کے در پر بہائے تھے وہ قادیان دارالامان پر ابر رحمت بن کر برسے اور اتنی بارش اتنی بارش ہوئی کہ حملہ کرنے والوں کو بھاگنا پڑا اور قادیان کے گلی کوچے جل تھل بن گئے اور خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے قادیان کو بچا لیا۔

انہی دنوں کی بات ہے کہ عاجزہ رتن باغ حضور اقدس کے اسی گھر میں تھی کہ اچانک نیچے گیٹ سے ٹرک داخل ہونے شروع ہوئے

میں بھی بالکنی میں کھڑی ہو کر دیکھنے لگی اتنے میں دیکھا کہ حضرت اقدس اپنے کمرہ سے بے قراری کے عالم میں تیزی سے الحمد للہ الحمد للہ پڑھتے ہوئے ننگے پاؤں ننگے سر اسی بالکنی میں آکر کھڑے ہو گئے۔ ٹرکوں پر بیٹھی ہوئی عورتیں چادریں اوڑھے تھیں ایسے لگا کہ وہ مرد ہیں جیسے ہی حضور اقدس کی ان پر نظر پڑی حضور انور نے گھبرا کر فرمایا ہیں یہ تو سب مرد لگ رہے ہیں۔ لیکن ایسا تو نہیں کہ مرد عورتوں کو قادیان چھوڑ کر خود آ گئے ہیں۔ جاؤ جلدی سے پہریدار کو کہو کہ بھاگ کر جائے اور پتہ کرے کہ یہ مرد ہیں کہ عورتیں۔ چنانچہ پہریدار واپس آیا اس نے بتایا کہ وہ عورتیں ہی ہیں راستہ میں حملہ کی وجہ سے سب نے چادریں لی ہوئی ہیں تاکہ پہچانی نہ جائیں۔ اس اطلاع پر حضرت اقدس نے بھی سکھ کا سانس لیا۔ اور اسی طرح خدا تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے اپنے کمرہ میں تشریف لے گئے۔ کسی اور نے ایک اور بات بیان کی تھی کہ اندر جا کر حضور نے سجدہ شکر ادا کیا تھا۔

انہی ایام کا ذکر ہے کہ ساری جماعت کو لنگر خانہ سے ایک روٹی صبح ایک روٹی شام ملتی تھی جماعت پر مالی بوجھ بہت بڑھ گیا تھا۔ جن لوگوں نے وہ وقت دیکھا ہو ان کو خوب یاد ہو گا کہ شدید بھوک لگی تھی۔ اور جب روٹی ملتی تو اس کے کھانے کا بہت لطف آتا تھا حضور انور نے اپنے خاندان کو بھی یہی حکم دیا ہوا تھا کہ سب اسی طرح ایک روٹی صبح ایک شام کھائیں۔ ایک دن ایک خادمہ ایک چھوٹی بچی کو اٹھائے ہوئے حضرت سیدہ ام ناصر رضی اللہ عنہا کو ملوانے لائی۔ اس بچی کے ہاتھ میں ڈبل روٹی کا ایک ٹکڑا پکڑا ہوا تھا۔ حضرت امی جان رضی اللہ عنہا نے خادمہ کو بہت ڈانٹا اور فرمایا کہ تمہیں پتہ نہیں حضور کا حکم ہے کہ سب گھر والے ایک ہی روٹی کھائیں گے۔ زائد نہیں کھائیں گے۔ اگر حضور کی نظر پڑ گئی تو حضور ناراض ہوں گے جاؤ اس کو یہاں سے لے جاؤ اور اس کی امی کو میرا یہ پیغام دے دینا۔

بظاہر یہ ایک چھوٹا سا واقعہ ہے لیکن اس میں ہمارے لئے اطاعت کا ایک عمدہ سبق ہے نیز اس اولوالعزم مصلح موعود کی بے مثال قربانی نظر آتی ہے جماعت کی تکلیف میں ان کو بھی شامل فرمایا ہوا تھا جو خود خرید کر کھا سکتے تھے۔ اس میں جماعت سے محبت اور خلق خدا سے سچی ہمدردی نظر آتی ہے۔ جماعت کے ساتھ نہ صرف خود قربانی دی بلکہ خاندان کو بھی ساتھ شامل کر کے ایک وحدت قائم کی اس طرح آپ جماعت میں ایک نئی زندگی اور نئی روح پھونک دیتے تھے آج کل زمانہ ایسی کوئی تنظیم اور ایسا کوئی سچا ہمدرد دنیا میں ملنا مشکل ہے بجز جماعت احمدیہ کے مبارک خلیفہ کے وجود کے۔ جس کو یہ برکتیں اور سعادت خدا تعالیٰ نے عطاء کی ہوئی ہیں۔ پس خلافت حقہ کا سایہ ایسی لازوال نعمت عظمیٰ ہے جس کا احمدیہ جماعت جتنا بھی شکر کرے کم ہے۔ یہ جماعت اس لحاظ سے خوش بخت ہے کہ اس کو ایک راہنما ملا ہوا ہے ایک سچا غمگسار عطا ہوا ہے جو راتوں کو دوسروں کے دکھ میں جاگتا جس کے سجدے اپنوں اور غیروں کی خاطر اشکوں سے تر رہتے ہیں جس کی آنکھیں اوروں کے غم سے بوجھل رہتی ہیں۔

بعض اوقات خلیفۃ المسیح کو دعا کے لئے کہنے والے خود سکون سے لمبی تان کر سو جاتے ہیں لیکن یہ بندہ خدا ان کے غم میں بے قرار مجسم فریاد بن کر اپنے مولا کے حضور ان کے لئے رحمت کی بھیک مانگتا اور خدا کی رحمت کو کھینچ کر لاتا ہے یہ رحمت کی تاریں ایک طرف خلیفہ کے بابرکت وجود کے ذریعہ آسمان پر خدا تعالیٰ سے اور زمین پر اس کے بندوں سے پیوست ہیں۔ اور رحمن کے ساتھ ایک واسطہ رحمت ہیں۔ اگر خلافت کا یہ سلسلہ جاری نہ ہوتا۔ تو خدا تعالیٰ کے نیک بندے کب سے اس دنیا سے نابود ہو چکے ہوتے اور یہ کائنات توحید کی برکت سے خالی ہوتی۔

الحمد للہ یہ نعمت حضرت اقدس سردار دوجہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور برکت سے احمدیہ جماعت کو میسر آئی۔ دعائیں کرتے ہیں کہ مولیٰ کریم اپنی رحمت سے ہمارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو صحت و سلامتی والی و برکت والی لمبی عمر عطاء فرمائے آپ کی شب و روز کی دعاؤں کو جناب الٰہی میں قبولیت کا شرف عطاء ہو اور ہم سب ساری جماعت کو حضور اقدس کے ہر حکم پر صدق دل سے عمل کی توفیق بخشے اور ہمیشہ خلافت کے بابرکت سایہ کو ہم پر قائم دائم رکھے آمین ثم آمین۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۴ جنوری ۱۹۶۰ء میں جلسہ سالانہ پر ایک عہد جماعت سے لیا جس کا کچھ حصہ درج ذیل ہے:۔

"ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے۔ اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔

اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطاء فرما۔" (بحوالہ اخبار احمدیہ جرمنی ۱۹۹۲ء)

اَللّٰھُمَّ آمین۔ اَللّٰھُمَّ آمین

مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

— ــــ —

درخواست دعا:۔ طلباء مدرسہ احمدیہ قادیان کے دوسرے سمسٹر کے امتحان عنقریب شروع ہونے والے ہیں۔ اسی طرح مدرسہ کے امتحان کے بعد درجہ ثانیہ اور درجہ ثالثہ کے سالانہ امتحان نظارت تعلیم نے بھی لینا ہے۔ نیز مدرسہ احمدیہ سے فارغ التحصیل طلباء کا پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان بھی شروع ہونے والا ہے احباب کرام سے جملہ طلباء کے امتحان میں نمایاں کامیابی کیلئے عاجزانہ درخواست دعا ہے
(ادارہ)

سیرت سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ

(احمدیت کے روشن مستقبل پر یقین محکم)

از :- مکرم محمود مجیب اصغر صاحب مظفر گڑھ

بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور خوشی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔" (فتح اسلام)

"اے تمام لوگو سُن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔" (تذکرۃ الشہادتین)

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

سو اے سُننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔" (تجلیات الٰہیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیرت کا ایک نمایاں پہلو احمدیت کے روشن مستقبل پر یقین محکم ہے۔ چنانچہ ۱۹۸۰ء کے دورۂ مغرب کے دوران ایک صحافی کے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا :-

"میں اسلام کے ساری دُنیا میں غالب آنے کے بارہ میں پُر امید ہی نہیں پُر یقین ہوں اس لئے بھی کہ حالات اور زمانہ کی حرکت ہمارے حق میں ہے۔"
(دورۂ مغرب ۱۹۸۰ء صفحہ ۳۱)

آپ نے اپنی خلافت کے آغاز پر ۲۵ سے ۳۰ سال کے اندر اندر دُنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہونے کی بشارت دی چنانچہ آپ ۱۹۶۵ء میں خلیفہ منتخب ہوئے اور اسی سال آپ نے یہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی ۲۵ سال کے حساب سے یہ سن ۱۹۹۰ء بنتا ہے اور ۳۰ سال کے حساب سے یہ سن ۱۹۹۵ء بنتا ہے۔ ایک اور موقع پر آپ نے ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۵ء کے درمیانی عرصے کو بہت اہم قرار دیا اور فرمایا کہ ایسے حالات پیدا ہوں گے کہ احمدیت کی ترقی کے آثار بہت نمایاں اور واضح ہو جائیں گے آپ نے بڑی وضاحت سے کمیونزم کے زوال کی پیشگوئی فرمائی اور آپ کی تحریروں سے روس کا انقلاب ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۵ء کے درمیان وقوع پذیر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ افریقی ممالک میں بالخصوص ترقی اور امریکہ کینیڈا میں وسعت پیدا ہونے اور اسی طرح یورپی ممالک میں احمدیت کے شاندار مستقبل کی آپ نے خبریں دیں۔

آپ کو ان اُمور کے پورا ہونے کا ایک محکم یقین تھا اور آپ نے ان بشارات کو بڑی تحدی سے پیش فرمایا اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ان بشارات کے پورا ہونے کے لئے جماعت کو بڑی قربانیوں کے مراحل سے گذرنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ ان معیّن سالوں میں ہم وہ سب کچھ ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں جن کی آپ نے نشان دہی فرمائی تھی۔

۲۵-۳۰ سالوں میں عظیم روحانی انقلاب

انتخاب خلافت کے اگلے روز ۹ نومبر ۱۹۶۵ء کو فجر کی نماز کے بعد آپ نے ایک تقریر میں فرمایا :-

"آج دُنیا آپ کو بھی کمزور سمجھتی ہے اور مجھے بھی بہت ہی کمزور سمجھتی ہے لیکن ایک دن آئے گا کہ لوگ حیران ہوں گے اور وہ دیکھ لیں گے کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں کتنی بڑی طاقت ہے۔"
(الفضل ۳ دسمبر ۱۹۶۵ء)

ابتدائی دنوں کی ہی بات ہے آپ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۵ء میں یہ عظیم الشان بشارت سنائی فرمایا :-

"میں جماعت کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال جماعت کے لئے نہایت اہم ہیں کیونکہ دُنیا میں ایک روحانی انقلاب عظیم پیدا ہونے والا ہے میں نہیں کہہ سکتا وہ کون سی خوش قسمت قومیں ہوں گی جو ساری کی ساری یا ان کی اکثریت احمدیت میں داخل ہوں گی وہ افریقہ میں ہوں گے یا جزائر میں یا دوسرے علاقوں میں لیکن میں پورے وثوق اور یقین کے ساتھ آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جب دُنیا میں ایسے ممالک اور علاقے پائے جائیں گے جہاں کی اکثریت احمدیت کو قبول کر لے گی۔ اور وہاں کی حکومت احمدیت کے ہاتھ میں ہوگی۔۔۔"
(الفضل ۹ جنوری ۱۹۶۶ء)

اس امر کا اعلان آپ نے اپنی خلافت کے پہلے جلسہ سالانہ پر بھی کیا اور فرمایا :-

"دُنیا کی سب طاقتیں اور ملک بھی اس آنے والے روحانی انقلاب کو نہیں روک سکتے۔"
(خطاب ۲۱ دسمبر ۱۹۶۵ء)

۱۹۷۰ء میں آپ نے افریقہ کا دورہ فرمایا اور سیرالیون میں ایک خطاب کے دوران فرمایا :-

"میں آپ کو پوری قوت سے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کے غلبے کا عظیم دن طلوع ہو چکا ہے دُنیا کی کوئی طاقت اس حقیقت کو ٹال نہیں سکتی احمدیت فتح مند ہو کر رہے گی۔ انشاء اللہ آئندہ ۲۵ سال کے اندر اندر اسلام کا غلبہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ میں بوڑھوں اور جوانوں مردوں اور عورتوں سے پکار کر کہتا ہوں کہ اللہ کے دین کی خاطر آگے بڑھو اسلام کی فتح کا دن اٹل ہے اگرچہ بادی النظر میں یہ چیز ناممکن نظر آتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ اسلام کے غلبے کا دن طلوع ہو چکا ہے اس کا فضل شامل حال رہا تو بظاہر یہ ناممکن ممکن ہو کر رہے گا۔"
(الفضل ۲۹ دسمبر ۱۹۷۳ء)

جرمنی میں اشاعت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے بعض مخصوص علاقوں کے بارہ میں بھی بشارتیں دیں۔ اس سلسلہ میں چند رؤیا اور کشوف کا بھی آپ نے بعض مواقع پر ذکر کیا۔ چنانچہ ۱۹۶۷ء میں سفر جرمنی کے دوران آپ نے فرینکفورٹ میں جرمن قوم کے متعلق اپنا ایک پرانا خواب سنایا "کہ ایک جگہ ہے وہاں ہٹلر بھی موجود ہے۔ اور وہ حضور سے کہتا ہے کہ آئیں میں آپ کو اپنا عجائب خانہ دکھاؤں چنانچہ وہ حضور کو ایک کمرہ میں لے گیا جہاں مختلف

اشیاء پڑی ہیں کمرہ کے وسط میں ایک پان کی شکل کا پتھر ہے جیسے دل ہوتا ہے اس پتھر پر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا ہے حضور نے اس کی یہ تعبیر فرمائی کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر یہ قوم اگرچہ اوپر سے پتھر دل لیکن دین سے بیگانہ نظر آتی ہے۔ مگر ان کے دلوں میں اسلام قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔" (تاریخ احمدیت جلد دھم)

فجی کے بارہ میں بشارت

۱۶ مئی ۱۹۶۸ء کو حضور نے تحریر فرمایا:۔

"چند روز ہوئے فجی کی جماعت کے لئے بہت پریشان تھا۔ بہت دعائیں کیں خواب میں دیکھا بہت جلی حروف میں لکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

افریقہ میں ترقیات

۱۹۷۰ء میں افریقہ اور یورپ کا دورہ فرمایا اور افریقہ میں ترقیات کے بارہ میں فرمایا:۔

"اسلام ہر جگہ خصوصاً افریقہ میں بسرعت ترقی کر رہا ہے اور وہاں اسلام کی وسیع اشاعت کے امکانات پہلے سے زیادہ روشن اور اس کے غلبہ کے آثار دن بدن نمایاں ہو رہے ہیں"

(ماہنامہ خالد ربوہ مغربی افریقہ نمبر ستمبر ۱۹۷۰ء)

چنانچہ آپ کے دور خلافت میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وہ عظیم الشان رؤیا پوری ہوئی جس میں بتایا گیا تھا کہ مغربی افریقہ میں پانچ لاکھ تعلیمیافتہ عیسائی احمدیت کی آغوش میں آجائیں گے۔

ایک موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:۔

"گذشتہ پچاس سال کے دوران ہم افریقہ میں پانچ لاکھ عیسائیوں کو مسلمان بنا چکے ہیں"

(دورۂ مغرب ۔۔۔ ۱۴۰۰ھ صفحہ ۲۸۹)

اسپین میں احیاء نو

۱۹۷۰ء کے دوران آپ نے اسپین کا سفر بھی اختیار فرمایا اور آپ کے سامنے اسپین میں احیاء نو کا نظارہ آیا۔ آپ کی جو کیفیت تھی اس کی ایک جھلک ۲۵ مئی ۱۹۷۰ء کو لندن سے میڈرڈ سفر کے دوران ظاہر ہوئی۔ اس وقت کے امام مسجد لندن بشیر احمد خان رفیق ساتھ تھے وہ بیان کرتے ہیں:۔

"ہوائی جہاز میں سفر دو گھنٹے میں طے ہوا جوں جوں میڈرڈ قریب آتا تھا حضور کی طبیعت میں ایک اضطراب کی سی کیفیت نظر آنے لگی۔ میڈرڈ کا ہوائی اڈہ نظروں کے سامنے آیا تو حضور نے پیچھے مڑ کر فرمایا:

"مجھے تو طارق کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دے رہی ہیں کیا تم کو بھی سنائی دے رہی ہیں؟"

(الفضل ۵ مئی ۱۹۷۱ء)

چنانچہ اس کے دس سال بعد ۱۹۸۰ء میں اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں مسجد بشارت پیدرو آباد (قرطبہ) کے سامان پیدا فرمائے اور ۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو آپ نے ابراہیمی دعاؤں کے ساتھ اس کا سنگ بنیاد رکھا اور اس سرزمین پر پہلا جمعہ پڑھایا۔

حضرت مصلح موعودؓ کا ایک عظیم الشان رؤیا اور امریکہ و روس کے بارہ میں بشارات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ۱۹۷۶ء میں امریکہ کا دورہ فرمایا کسی بھی خلیفۃ المسیح کا یہ پہلا دورۂ امریکہ تھا آپ نے واشنگٹن میں حضرت مصلح موعودؓ کا ایک رؤیا سنایا فرمایا:۔

"حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک خواب ہے آپ نے دیکھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال امریکہ میں رہ کر آیا ہوں اور اب روس جا رہا ہوں۔

خلیفہ مامور من اللہ کا جانشین اور قائمقام ہوتا ہے خلفائے سلسلہ احمدیہ میں سے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے مجھے امریکہ کا دورہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے اس خواب کی بناء پر ہم امید رکھتے ہیں کہ آئندہ پانچ سال کے دوران امریکہ میں اسلام کے حق میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوں گی اور پھر روس میں انقلابی تبدیلیوں کا آغاز ہوگا اور انشاء اللہ وہاں بھی اسلام کے غالب آنے کے سامان پیدا ہوں گے"

(ماہنامہ خالد ربوہ۔ دورۂ امریکہ نمبر دسمبر ۱۹۷۶ء و جنوری ۱۹۷۷ء)

آپ نے ۱۳ اگست ۱۹۷۶ء کو جماعت ہائے امریکہ کی طرف سے دی گئی الوداعی دعوت میں واشنگٹن میں روسی سفارت خانہ کے کلچرل اتاشی مسٹر محمد عثمانوف کو روس میں غلبۂ اسلام کی پیشگوئیوں سے بھی آگاہ فرمایا۔ (بحوالہ الفضل جلسہ سالانہ نمبر ۱۹۷۶ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کشفی نظروں نے یہ نظارہ دیکھا:۔

"میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کے ذروں کی مانند دیکھتا ہوں"

(تذکرہ طبع سوم صفحہ ۸۱۳)

امریکہ اور کینیڈا کے بارہ میں عظیم الشان بشارات

۱۹۸۰ء میں آپ نے امریکہ اور کینیڈا کا دورہ فرمایا اور کینیڈا میں فرمایا:۔

"آج سے ایک سو سال کے اندر اندر عالم انسانیت کی بہت بڑی تعداد اسلام میں داخل ہو جائے گی۔ اور جنت کی طرح زندگی گزارے گی .... میں اس وقت یہاں نہیں ہوں گا اور ممکن ہے کہ آپ بھی نہ ہوں لیکن آپ کے بچے لازمی طور پر یہ دیکھیں گے"

(ماہنامہ خالد ربوہ نومبر دسمبر ۱۹۸۰ء)

یورپ میں احمدیت کا فروغ

دورۂ یورپ ۱۹۸۰ء کے دوران فرمایا:۔

"ہم اپنی جدوجہد کے موجودہ مرحلہ میں تعداد کو چنداں اہمیت نہیں دیتے مسیح علیہ السلام نے زندگی بھر میں جتنے عیسائی بنائے تھے اس سے زیادہ ہم وہاں سے احمدی بنا چکے ہیں۔ ابتدائی مراحل میں تعداد کو نہیں بلکہ رفتہ رفتہ رونما ہونے والی ذہنی تبدیلی کو اہمیت حاصل ہوتی ہے بالآخر ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ لوگ ہر طرف سے مایوس ہو کر دفعۃً دھڑا دھڑ صداقت کو قبول کرنا شروع کر دیتے ہیں اور حق غالب آجاتا ہے اس وقت اہل یورپ اپنے مادی نظریات میں مگن ہیں لیکن وہ ان نظریات کے پیچھے پڑ کر اپنے لئے مسائل کا انبار لگا رہے ہیں۔ اور ان مسائل کا حل ان کے پاس نہیں ہے آخر جب وہ بالکل مایوس ہو جائیں گے اور انہیں اپنے ہر آن بڑھنے والے مسائل کا کوئی حل نظر نہیں آئے گا تو انہیں اسلام کی طرف آنا پڑے گا اور جب اسلام ان کے مسائل حل کر دکھائے گا تو ان کے لئے اسلام کو قبول کئے بغیر کوئی چارہ نہیں رہے گا۔ یہ وہ وقت ہوگا جب وہ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوں گے .... حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ آج سے ۹۰ سال پہلے اکیلے تھے وہ اکیلا انسان ۹۰ سال میں ایک کروڑ بن چکا ہے اگر آئندہ ۹۰ سال میں ان ایک کروڑ احمدیوں میں سے ہر احمدی ایک کروڑ بن جائے تو کیا آئندہ ایک صدی میں دنیا کی ساری آبادی احمدی نہیں ہو جائے گی اور اسلام ساری دنیا میں غالب نہیں آئے گا۔ بہر حال اسلام آگے بڑھ رہا ہے۔ یہ بڑھتا ہی چلا جائے گا اور انشاء اللہ پورے کرۂ ارض پر چھا جائے گا۔"

(دورۂ مغرب ۱۴۰۰ھ صفحہ ۲۲۹-۲۳۰)

پندرھویں صدی ہجری میں اشتراکیت کا خاتمہ اور امت واحدہ کا قیام

چودھویں صدی اور پندرھویں صدی ہجری کے سنگم پر آپ رحمہ اللہ نے اپنے خطاب میں فرمایا:۔

"پندرھویں صدی ہجری میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوں گی ...... میری روحانی آنکھ دیکھ رہی ہے کہ اسلام کا دشمن بت پرست مشرک کو چھوڑ دے گا اور خود پجاری کے ہاتھ سے بتوں کو توڑ دیا جائے گا اور وہ کروڑوں سینے جن میں شرک کی ظلمت بھری ہوئی ہے وہ شرک سے خالی ہو کر خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بھر جائیں گے .... پندرھویں صدی میں وہ قومیں جو کہتی ہیں کہ وہ نعوذ باللہ زمین سے خدا کا نام اور آسمانوں سے اس کا وجود مٹا دیں گے ان کی اس ذہنیت کو مٹا دیا جائے گا اور گردن اپنے ہی ہاتھ سے

پیدا کردہ موت کے سامانوں کے ذریعہ سے آگ سے نہ جل گئے تو انہیں اسلام کے خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معبودِ حقیقی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا .... پندرھویں صدی میں ساری دُنیا اُمّتِ واحدہ بن جائے گی اور ایک خدا ہوگا اور ایک رسول ہوں گے اور ایک شریعت ہوگی اور ایک قرآن ہوگا اور ہر نسل اپنے مسائل کا حل قرآن سے ڈھونڈے گی "

(الفضل ۲ نومبر ۱۹۸۰ء)

دُنیا میں جس ترتیب سے انقلاب برپا ہوں گے اور کمیونزم کا خاتمہ ہوگا اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

"دُنیا میں ایک فساد برپا ہے نوعِ انسانی کے لئے دُعائیں کرنا جماعت احمدیہ کا کام ہے بلکہ اس کا یہ فرض ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے جماعت کی ڈیوٹی لگائی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا میں دُنیا کی فلاح و بہبود کے لئے اور اسلام کو ساری دُنیا میں غالب کرنے کے لئے آیا ہوں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنا اور دوسرا بنی نوعِ انسان کے حقوق کو ادا کرنا۔ ظاہر ہے نوعِ انسانی میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو خدا کے منکر اور اس کو گالیاں دینے والے اور اس کے خلاف جنگ کرنے والے ہیں۔ اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے علی الاعلان کہا کہ وہ زمین سے خدا کے نام کو اور آسمانوں سے اس کے وجود کو مٹا دیں گے۔ خدا نے ہمیں کہا تم ان کے لئے بھی دُعائیں کرو اس لئے ہم ان کی ہدایت کے لئے بھی دُعائیں کرتے ہیں کیونکہ وہ لوگ خدا کے حقیقی پیار سے محروم ہیں دُنیا کی یہ عارضی ترقیات تو کوئی معنی نہیں رکھتیں انسان نے پہلی دفعہ تو یہ ترقی نہیں کی۔ دُنیا بڑے بڑے فراعنہ دُنیا میں پیدا ہوئے اور ان میں سے ایک وہ بھی تھا جس کا نام بھی فرعون تھا جس کی قوم بڑی شاندار اور مہذب کہلاتی تھی دُنیا میں اس نے بڑا رعب تھام کیا مگر کہاں گئے وہ لوگ؟ اور کہاں گئیں سرمایہ دارانہ حکومتیں؟ ایک وقت میں سرمایہ دار دُنیا میں چھائے ہوئے تھے اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ انسان کے اوپر سوائے سرمایہ داری کے اور کوئی چیز حکومت نہیں کر سکتی وہ پیچھے چلے گئے۔

دوسرے نمبر پر کمیونزم آ گیا یہ بھی پیچھے چلا جائے گا صدیوں کی بات نہیں۔ دوست میری بات یاد رکھیں یہ صدیوں کی بات نہیں درجنوں سالوں کی بات ہے کہ اشتراکی نظام بھی پیچھے چلا جائے گا۔ اور پھر دوسری طاقتیں آجائیں گی اور ایک وقت میں وہ بھی پیچھے چلی جائیں گی پھر خدا اور اس کا نام لینے والی جماعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والی جماعت اور اسلام کا جھنڈا دُنیا کے گھر گھر میں گاڑنے والی جماعت آگے آئے گی اور پھر اس دُنیا میں اُخروی جنت سے ملتی جلتی ایک جنت پیدا ہوگی اور ہر انسان کی خوشی کے سامان پیدا کئے جائیں گے اور تلخیاں دور کر دی جائیں گی اور مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کا انسان اپنی زندگی کی شاہراہ پر خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے گا اور خدا تعالیٰ کا قرب اور اس کے پیار کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرتا چلا جائے گا اور اس طرح وہ اپنی زندگی کے آخر میں اپنی منزلِ اپنے مقدر یعنی خاتمہ بالخیر تک پہنچ جائے گا یہ عملاً نسلاً بعد نسلٍ رونما ہوگا اور پھر قیامت آجائے گی "

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ربوہ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۰ء بحوالہ جلسہ سالانہ کی دعائیں)

مخالفت کی شدت میں غیر معمولی اور دائمی ترقیات

دسمبر ۱۹۷۳ء میں آپؒ نے احمدیت کی دوسری صدی کے استقبال کے لئے (جو ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو شروع ہونی تھی) صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبے کا اعلان فرمایا جس کے نتیجے میں مخالفت کا ایک زبردست ریلا آیا اور ۱۹۷۴ء میں جماعت کو ایک بار پھر ابتلاء کے دَور میں سے گذرنا پڑا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان الفاظ میں بشارت دی وَسِّعْ مَکَانَکَ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِءِیْنَ یعنی تم وسعتی منصوبے بناؤ ہم استہزاء کرنے والوں کے لئے خود کافی ہیں۔

مخالفت کے سلسلہ میں آپؒ نے ایک موقع پر فرمایا:-

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ایک جگہ یہ تحریر فرمایا ہے کہ اس وقت جب کہ کسی ایک آدمی نے بھی میری بیعت نہیں کی تھی البتہ میرے چند دوست تھے اُس وقت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے دو سو چوٹی کے مولویوں کو اپنے ساتھ ملا کر کفر کا فتویٰ دیا اور آپؑ کو واجب القتل ٹھہرایا اور لکھا کہ جو آپ کو قتل کرے گا وہ ثواب کمائے گا اس فتویٰ نے ہندوستان میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا اور لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکا دیا اُس وقت اُن کفر کے فتوؤں نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تو اب کیا پہنچائیں گے ہم تو کفر کے فتوؤں کی بوچھاڑ میں کہیں سے کہیں پہنچ گئے ساری دُنیا میں اب احمدیت پھیل گئی یہ حماقت ہی ہے کہ کوئی سمجھے کہ پاکستان میں احمدیوں کو قتل کر کے لوگ احمدیت کو مٹا سکتے ہیں .... اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بہت بڑے وعدے دیئے ہیں جنہیں ہم پوری دُنیا میں پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں انگریزوں نے ایک وقت میں یہ کہا تھا کہ ان کی وسیع و عریض برٹش کامن ویلتھ پر سورج غروب نہیں ہوتا وہ زمانہ ختم ہو گیا اب برٹش کامن ویلتھ پر تو سورج غروب ہوتا ہے لیکن جماعت احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا لیکن خالی یہ چیز نہیں ایک اور چیز بھی ہے جس کا انگریز دعویٰ نہیں کر سکتے تھے لیکن جس کا جماعت احمدیہ دعویٰ کر سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر صبح کو جب سورج طلوع ہوتا ہے تو جماعت کو پہلے سے زیادہ کثیر اور پہلے سے زیادہ مضبوط دیکھتا ہے "

(احمدی ڈاکٹروں سے بصیرت افروز خطاب)

اس سلسلہ میں آپ نے ایک اور موقع پر فرمایا:-

"اس زمانہ میں ایک عظیم ترین واقع رونما ہو چکا ہے اور تم اس کے عینی شاہد ہو وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے بموجب حضرت مہدی علیہ السلام کی بعثت ظہور میں آچکی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں آپ کا ایک روحانی فرزند مبعوث ہوگا۔ اور اس کے زمانے میں اسلام ساری دُنیا میں غالب آئے گا سو آپ کا وہ روحانی فرزند وہ موعود مہدی آ گیا ساری دُنیا نے متحد ہو کر اس کی مخالفت کی لیکن وہ اسے اس کے مقصد میں کامیاب ہونے سے نہ روک سکی وہ جو اکیلا تھا ایک صدی کے اندر اندر ایک کروڑ بن گیا اور ساری دُنیا میں اس کو ماننے اور اس پر ایمان لانے والے پیدا ہو گئے خدا تعالیٰ نے دُنیا پر آشکار کر دکھایا ہے کہ وہ اپنی اس جماعت یعنی جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے اور غلبۂ اسلام کے کام میں وہ اس کی مدد کر رہا ہے اور اب میں خدا تعالیٰ کے فضلوں پر بھروسہ کرتے ہوئے آپ کو بتاتا ہوں کہ اگلی صدی جو عنقریب شروع ہونے والی ہے غلبۂ اسلام کی صدی ہوگی اس میں اسلام ساری دُنیا میں غالب آجائے گا۔ انشاء اللہ العزیز وباللہ التوفیق۔

(دورہ مغرب ۱۴۰۰ھ صفحہ ۵۲۲، صفحہ ۵۲۳)

مشکلات کا دَور اور حضرت خلیفۃ ثالثؒ کا وصال

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنی خلافت کے آخری جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر ۲۷ دسمبر ۱۹۸۱ء کے خطاب کے دوران فرمایا:-

"اگلے ۹ سال جو ہیں ہماری زندگی

کے" وہ بڑے اہم ہیں مشکل بھی ہیں ایک معنی میں' لیکن اتنی رحمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں کہ اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا" اس واسطے ہر چیز بھول کر..... ایک زندگی گزارو اور وہ ہے دین اسلام کو غالب کرنے کی جو مہم ہے" اُسے کامیاب کرنا ...... ایک فرد نہیں سارا خاندان اور خاندانوں کا مجموعہ ہی جماعتیں اور قومیں بنا کرتی ہیں ایک ہو کر انتہائی کوشش کرے ...... ایک جہت ہماری مقرر ہے خدا تعالےٰ کے عشق میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں دیوانہ اور ایک مقصد سامنے ہے کہ ہم نے ساری دُنیا کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے" (بذریعہ کیسٹ)

خدا تعالےٰ کی عجیب شان ہے کہ ۱۹۸۱ء کے ۹ سال بعد ۱۹۹۰ء کا سن بنتا ہے اور اس عرصہ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا چند یوم کی بیماری کے ساتھ ہی ۸ اور ۹ جون ۱۹۸۲ء کی درمیانی شب کو پونے ایک بجے کے قریب اسلام آباد (پاکستان) میں وصال ہو گیا اور اللہ تعالےٰ کی مرضی کے ساتھ ۱۰ جون ۱۹۸۲ء کو خلافت رابع کا آغاز ہوا۔

عظیم روحانی تجلیات

چنانچہ احمدیت کی دوسری صدی کا آغاز اللہ تعالےٰ کی تقدیر کے مطابق خلافت رابع میں ہوا۔ اس سے تھوڑا عرصہ قبل ۱۹۸۴ء میں جنرل ضیاء الحق کے نام نہاد صدارتی آرڈینینس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو اضطراری حالات میں پاکستان سے ہجرت کرنی پڑی۔ ادھر پاکستان میں مقدمات اور احمدیوں کے قتل وغارت کا ایک خونی باب شروع ہوا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء میں دوسری صدی کا انہی حالات میں آغاز ہوا۔ ۱۹۹۰ء تک ایک طرف جماعت کو مشکلات کا سامنا رہا۔ اور دوسری طرف یہ دَور بڑا ہی اہم ثابت ہوا اور ہم نے اس دَور کو الٰہی رحمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے پایا جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا تھا۔ آپ نے ایک موقع پر یہ بھی فرمایا تھا:۔

"۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۵ء کے درمیان خدا تعالیٰ دُنیا کو ایک ایسی روحانی تجلی دکھائے گا جس سے غلبۂ اسلام کے آثار بالکل نمایاں اور واضح ہو جائیں گے" (الفضل ربوہ ۸ اگست ۱۹۷۳ء)

خدا کی عجیب شان ہے کہ اس پانچ سالہ دَور کے آغاز پر ہی ایک طرف سو سالہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ۱۹۹۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع قادیان تشریف لے گئے اور دوسری طرف USSR کی حکومت ٹوٹ گئی اور کمیونزم زوال پذیر ہونا شروع ہوا۔ خلیفۃ المسیح کے خطبات satellite کے ذریعے مع تصویر ساری دُنیا میں Tele cast ہونے کا آغاز ہوا۔ غرض اللہ تعالےٰ کے بے شمار وعدے پورے ہوتے ہوئے ہم خود دیکھ رہے ہیں سو زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم تقریباً سوا سو ممالک میں احمدیت کا پھیلاؤ آسٹریلیا' امریکہ' یورپ' افریقہ ایشیا کے براعظموں میں مساجد کی تعمیر' جماعت کے مالی نظام میں غیر معمولی وسعت اور سٹلائٹ کے ذریعے خلیفۃ المسیح کا ساری دُنیا سے رابطہ روس میں احمدیت کی تبلیغ کے لئے راہ ہموار ہونا وغیرہ ایسے اُمور ہیں جن کی نظیر نہیں ملتی۔

اکتوبر ۱۹۹۲ء میں کینیڈا کی عظیم الشان مسجد کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شاندار افتتاح فرمایا اور معرکۃ الآرا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ دُنیا کے پانچوں براعظموں میں Telecast ہوا جس میں آپ نے وعدیہ مژدہ بھی سنایا کہ:۔

"اب وہ دن آ رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ پہلے سے کئی گنا زیادہ تیزی کے ساتھ اب وہ دن آ رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ پہلے سے دسیوں گنا تیزی کے ساتھ اور میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ وہ دن آ رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ سینکڑوں گنا زیادہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھ کر پھیلنے والی اور دُنیا کو فتح کرنے والی دُنیا کے قلوب کو فتح کرنے والی ہے۔

یہ صدی ایک غیر معمولی صدی ہے ابھی تو آغاز ہوا ہے آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟ یہ تو ابھی چند سالوں کی بات ہے تصور کریں اس صدی کے اختتام تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اسلام کو کہاں کہاں تک پہنچا کر ہمیں چھوڑیں گے پس میں اُمید رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ دعاؤں اور کوششوں اور دن بدن بڑھتی ہوئی قربانیوں کے ساتھ اس نیک کام کو آگے بڑھاتی چلی جائے گی اور وہ جھنڈا جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دُنیا کے غلبے کا مقدر کیا جا چکا ہے ہمیں ادنیٰ غلاموں کو یہ توفیق ملے گی کہ یہ جھنڈا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں تھمائیں۔

اے آقا! اے تمام جہانوں کے رسول! اے سید وُلد آدم! اے تمام انبیاء کے سردار! یہ تیرا جھنڈا ہے تیرے ادنیٰ غلاموں کو تیری دُعاؤں کی برکت سے یہ توفیق ملی ہے اس جھنڈے کو آج سارے عالم میں گاڑ دیں۔ پس تو اور تیرا نام ہمیشہ بلند رہے آئندہ آنے والی نسلیں ہمیشہ ہر ملک ہر براعظم کے ہر قریے قریے سے تجھ پر سلام اور درود بھیجتی رہیں"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ٹورانٹو کینیڈا ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

ہماچل پردیش کے چیف منسٹر صاحب کی خدمت میں اسلامی لٹریچر کا تحفہ

خاکسار وقفِ عارضی میں کچھ ایام کے لئے شملہ گیا جہاں صاحبہ کے قریب ناصر آباد کشمیر کے احمدی احباب رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے شملہ کے چند احمدی نوجوانوں کے تعاون سے چیف منسٹر صاحب ہماچل پردیش سے ملاقات کی اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا۔ جسے موصوف نے نہایت احترام سے قبول فرمایا۔ اس کے علاوہ شملہ کے میئر صاحب میونسپل کمشنر صاحب' ڈپٹی کمشنر صاحب' ایس ایس پی صاحب' ڈپٹی ڈائریکٹر صاحب ریڈیو سے ان کے آفیس میں ملاقات کی اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ دیا۔ جس کو انہوں نے بخوشی قبول کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔

اسی طرح آکاشوانی شملہ کے اسٹوڈیو میں مذہبی رواداری کے عنوان پر تقریر ریکارڈ کروانے کا بھی موقعہ ملا۔ علاوہ ازیں لیبر ہوسٹل شملہ میں تبلیغی گفتگو کا موقعہ ملا۔ شملہ میں بہت سے افراد تک وہاں کے مقامی احمدیوں کے ذریعہ جماعتی لٹریچر و جماعت کا پیغام پہنچانے کی سعادت ملی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس مساعی کو قبول فرمائے۔

(محمد یوسف انور مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان)

دُعائے مغفرت

افسوس کے ساتھ تحریر کیا جا رہا ہے کہ مکرم سید غلام ابراہیم صاحب صدر جماعت احمدیہ کیندرہ پاڑہ اڑیسہ کو اچانک دل کا دورہ پڑنے پر مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۹۲ء بروز اتوار بعد نماز ظہر اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن۔ وفات کے وقت مرحوم کی عمر ۸۳ سال کے قریب تھی۔ آخر دم تک صدر جماعت کی حیثیت سے کام انجام دیتے رہے۔ سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالےٰ سے ۱۹۹۱ء کے جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر تاریخ احمدیت سونگڑہ کے تعلق میں تفصیلی ملاقات بھی فرمائی تھی۔ جماعتی تربیت نظام سلسلہ سے والہانہ لگاؤ نیز خلیفۂ وقت سے بے انتہا محبت و عقیدت رکھتے تھے مرحوم اپنے پیچھے دو لڑکے دو لڑکیاں چھوڑ گئے ہیں جو بفضل تعالیٰ شادی شدہ اور خوشحال ہیں۔ قارئین بدر سے درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اپنے قرب میں جگہ دے۔ نیز پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(سید شاہد احمد نمائندہ بدر)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان فرمودہ

چند دلچسپ اور سبق آموز واقعات

از:- مکرم سید رشید احمد صاحب سونگھڑوی صدر جماعت احمدیہ جمشید پور (بہار)

سلطان البیان حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے خداداد علمی کارناموں میں کئی جگہ بہت ہی دلچسپ اور سبق آموز واقعات بیان فرمائے ہیں۔ فی الوقت ان میں سے چند پیش خدمت ہیں۔

(۱) کسوف و خسوف کا نشان اور ایک معاند احمدیت

سورۃ الفیل کی تفسیر کے دوران فرماتے ہیں کہ:-

ہماری جماعت کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ ایک مخالف مولوی غالباً گجرات کا رہنے والا تھا۔ ہمیشہ لوگوں سے کہتا رہتا تھا کہ مرزا صاحب کے دعویٰ سے بالکل دھوکہ نہ کھانا۔ حدیثوں میں صاف لکھا ہے کہ مہدی کی علامت یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں سورج اور چاند کو رمضان کے مہینہ میں گرہن لگے گا۔ جب تک یہ پیشگوئی پوری نہ ہو اور سورج اور چاند کو رمضان کے مہینہ میں گرہن نہ لگے اُن کے دعویٰ کو ہرگز سچا نہیں سمجھا جا سکتا۔ اتفاق کی بات ہے وہ ابھی زندہ ہی تھا کہ سورج اور چاند کے گرہن کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اس کے ہمسائے میں ایک احمدی رہتا تھا اس نے سنایا کہ جب سورج کو (حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دعویٰ کے چند سال بعد ۱۸۹۴ء کو ناقل) گرہن لگا تو اس نے گھبراہٹ میں اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر ٹہلنا شروع کر دیا۔ وہ ٹہلتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا "ہن لوگ گمراہ ہوں گے۔ ہن لوگ گمراہ ہوں گے" یعنی اب لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔ اس نے یہ نہ سمجھا کہ جب یہ پیشگوئی پوری ہو گئی ہے تو لوگ حضرت مرزا صاحب کو مان کر ہدایت پائیں گے نہ کہ گمراہ ہوں گے۔"

(تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ ۵۶)

(۲) حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ایک تنہائی

قبولیتِ دعا کے طریق بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:-

"میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا ہے آپ جنگل میں تنہا چلے جایا کرتے تھے۔ اس بات کا علم اکثر لوگوں کو نہیں ہے۔ مگر آپ اس راستہ سے جو میاں بشیر احمد کے مکان کے پاس سے گزرتا ہے۔ دس بجے کے قریب سیر کو جانے کے علاوہ اکیلے بھی جایا کرتے تھے۔ ایک دن جو آپ جانے لگے تو میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا تھوڑی دور چلے تو واپس لوٹ آئے اور مسکرا کر فرمانے لگے۔ پہلے تم جانا چاہتے ہو تو ہو آؤ میں بعد میں جاؤں گا۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ آپ اکیلے جانا چاہتے تھے میں واپس آ گیا۔

غرضیکہ علیحدہ جگہ اور خاموش وقت میں خاص توجہ سے دعا کی جا سکتی ہے کیونکہ توجہ کے لئے کوئی بیرونی روک نہیں ہوتی اس لئے طبیعت کا زور ایک ہی طرف لگتا ہے ۔۔۔۔ جب تمام زور ایک طرف لگتا ہے تو اپنے راستہ کی ہر ایک روک کو بہا کر لے جاتا ہے۔"

(خطبات محمود جلد پنجم صفحہ ۱۹۵ بحوالہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ جولائی ۱۹۱۶ء مطبوعہ الفضل ۸ اگست ۱۹۱۶ء)

(۳) حضرت مسیح موعودؑ کا تسبیح پڑھنا

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک مجلس کا جس میں حضرت مصلح موعودؓ جب کہ آپ کی عمر ۱۷ سترہ سال تھی موجود نہیں تھے کا واقعہ بیان فرماتے ہیں:-

"مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ فرمایا کہ بعض دفعہ ہم تسبیح کہتے ہیں تو ایک دفعہ کی تسبیح پڑھنے میں خدا تعالیٰ کا اس قدر قرب حاصل ہو جاتا ہے دوسرا انسان ہزاروں ہزار ویسی تسبیح کر کے بھی اس سے اتنا فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ میں اس مجلس میں نہیں تھا کسی ہمارے ہم عمر نے یہ بات سن لی وہ مجھے ملے تو انہوں نے تعجب سے کہا پتہ نہیں اس میں کیا راز ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معلوم نہیں کس تسبیح کا ذکر کیا ہے۔ اس نے مجھ سے ذکر کیا تو یہ بات فوراً میرے ذہن میں آ گئی کہ ایک تسبیح دل سے نکلتی ہے اور ایک زبان سے نکلتی ہے۔ جب دل سے نکلتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان کہیں سے کہیں پہنچ گیا ہے۔ اور جو تسبیح زبان سے نکلتی ہے وہ خواہ کوئی انسان ہزاروں دفعہ دہرائے وہ وہیں کا وہیں بیٹھا رہتا ہے۔"

وہ کہنے والے صاحب تجربہ نہیں تھا مگر میں اس عمر میں بھی صاحب تجربہ تھا۔ حالانکہ میری عمر اُس وقت ۱۷-۱۸ سال کی تھی میں نے جب اس سے یہ بات سنی تو میں نے کہا ایسا ہوتا ہے۔ وہ کہنے لگا کس طرح۔ میں نے کہا کئی دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ میں نے اپنی زبان سے ایک دفعہ ہی سبحان اللہ کہا تو مجھے یوں معلوم ہوا کہ جیسے میری روحانیت اُڑ کر کہیں سے کہیں جا پہنچی ہے وہ یہ سنتے ہی نہایت تحقیر سے کہنے لگا لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ اس نے کبھی سنجیدگی سے سبحان اللہ کے مضمون پر غور ہی نہیں کیا تھا۔ اسے سارا دن سبحان اللہ کہہ کر کچھ نہیں ملتا تھا مگر میں اپنے ذاتی تجربہ کی وجہ سے جانتا تھا کہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ جب میں نے سُبحان اللہ کہا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ پہلے میں اور تھا اور اب میں کچھ اور بن گیا ہوں۔"

(تعلیم العقائد والاعمال پر خطبات صفحہ ۲۷ بحوالہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ مارچ ۱۹۴۸ء و جماعت احمدیہ کا عقیدہ صفحہ ۳ بحوالہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ فروری ۱۹۴۷ء)

(۴) تسبیح کے دانے پھیرنے والے اس طرح بھی ہوتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے جدی خاندان کے وہ بدقسمت لوگ جنہیں ابولہب کی طرح ایمان لانے کی سعادت حاصل نہیں ہوئی ان کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک بار یوں فرمایا کہ:-

"میں نے پہلے بھی کئی بار سنایا ہے کہ ہمارے ماموں مرزا علی شیر صاحب تھے وہ ہماری سوتیلی والدہ کے بھائی تھے وہ قادیان میں آنے والوں کو ہمیشہ ورغلاتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ دیکھو میں مرزا صاحب کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ میں بھی انہیں نہیں مانتا مرزا صاحب نے دوکان بنا رکھی ہے صرف دوکان۔ مرزا علی شیر صاحب تسبیح خوب پھیرا کرتے تھے۔

مجھے خوب یاد ہے کہ منکہ پر منکہ چلتا تھا۔ انہیں باغبانی کا شوق تھا۔ اس لئے انہوں نے ایک باغیچہ لگایا ہوا تھا جس میں وہ سارا دن کام کرتے رہتے تھے ۔۔۔۔ درختوں سے انہیں عشق تھا۔ اس لئے جب بھی کسی نے کسی درخت کو چھیڑا تو انہیں غصہ آیا اور وہ اس کے پیچھے بھاگ پڑتے۔ بچے شرارتیں کرتے ہی ہیں۔ ہم تو بہت احتیاط کرتے تھے کیونکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت مخالف تھے لیکن دوسرے بچے انہیں بہت چھیڑا کرتے تھے مثلاً کوئی بیدانہ کا درخت ہے تو بچوں نے پتھر مارنا اور اس طرح بیدانہ اُتار کر کھانا ماموں علی شیر صاحب نے جب بچوں کو پتھر مارتے دیکھا تو ان کے پیچھے بھاگنا اور گالیاں دینا۔ سؤر، بدمعاش۔ لیکن تسبیح کے منکے برابر چلتے جاتے تھے۔ ہم اس وقت حیران ہوتے تھے کہ انہوں نے تسبیح پر سو دفعہ خدا تعالیٰ کا نام لینا تھا لیکن ان میں سے پچاس

دفعہ اُنہوں نے سؤر اور بدمعاش کہہ دیا ہے۔"
(تعلیم الاعمال والعقائد پر خطبات صفحہ ۱۰۸ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ اپریل ۱۹۵۱ء)

(۵) روٹی کھانے کا انداز

حضرت مصلح موعودؓ نے سورۃ الشعراء کی تفسیر کے دوران حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے بارہ میں بیان فرمایا کہ :-
"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ہم نے دیکھا ہے آپ کا یہ طریق تھا کہ جب آپ روٹی کھاتے تو روٹی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا توڑ کر اپنے منہ میں ڈال لیتے اور اس وقت تک کہ دانت اس کو چبا سکیں اچھی طرح چباتے رہتے۔ آپ کی عادت بڑا لقمہ لینے کی نہیں تھی بلکہ آپ ہمیشہ چھوٹا لقمہ لیتے اور جہاں اُس سے پہلے لقمہ کو دیر تک چباتے رہتے وہاں روٹی کا ایک اور ٹکڑا لے کر اپنے ہاتھ میں ٹٹتے چلے جاتے اور ساتھ ہی سبحان اللہ۔ سبحان اللہ کہتے جاتے کچھ دیر کے بعد اس میں سے کوئی ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے اور روٹی کے باقی ٹکڑے دسترخوان پر پڑے رہتے۔ دیکھنے والے بعض دفعہ کہا کرتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام روٹی کے ٹکڑوں میں سے حلال اور حرام ٹکڑے الگ الگ کرتے ہیں اور چونکہ روٹی کے بہت سے ٹکڑے آپ کے دسترخوان پر جمع ہو جاتے تھے اس لئے جب آپ کھانے سے فارغ ہو جاتے تو لوگ تبرک کے طور پر ان ٹکڑوں کو آپس میں تقسیم کر لیتے تھے۔"
(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ ۱۹)

(۶) گستاخی کی سزا

حضرت مصلح موعودؓ نے سورۃ الشعراء کی ہی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ :-
"ہم ایک دفعہ لکھنؤ گئے وہاں ایک سرحدی مولوی عبد الکریم تھا جو ہماری جماعت کا سخت مخالف تھا اُس نے ہمارے آنے کے بعد ایک تقریر کی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک واقعہ کو اُس نے نہایت تحقیر کے طور پر بیان کیا۔ وہ واقعہ یہ تھا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دہلی گئے وہاں ہمارے ایک رشتہ دار کے ماموں مرزا حیرت دہلوی تھے اُنہیں ایک دن شرارت سوجھی اور وہ جعلی انسپکٹر پولیس بن کر آ گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ڈرانے کے لئے کہنے لگے کہ میں انسپکٹر پولیس ہوں اور مجھے حکومت کی طرف سے اس لئے بھیجا گیا ہے کہ میں آپ کو نوٹس دوں کہ آپ یہاں سے فوراً چلے جائیں ورنہ آپ کو سخت نقصان ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اس کی طرف توجہ نہ کی مگر جب بعض دوستوں نے تحقیق کرنی چاہی کہ یہ کون شخص ہے تو وہ وہاں سے بھاگ گئے۔
اس واقعہ کو مولوی عبد الکریم سرحدی نے اس رنگ میں بیان کیا کہ دیکھو وہ خدا کا نبی بنا پھرتا ہے مگر وہ دلّی گیا تو مرزا حیرت انسپکٹر پولیس بن کر اس کے پاس چلا گیا۔ وہ کوٹھے پر بیٹھا ہوا تھا (حالانکہ یہ بات بالکل جھوٹ تھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے دالان میں بیٹھے ہوئے تھے) جب اُس نے سُنا کہ انسپکٹر پولیس آیا ہے تو وہ ایسا گھبرایا کہ سیڑھیوں سے اُترتے وقت اُس کا پیر پھسلا اور وہ منہ کے بل زمین پر آ گرا۔ لوگوں نے یہ تقریر سُن کر بڑے قہقہے لگائے اور ہنستے رہے۔ لیکن اُسی رات مولوی عبد الکریم کو خدا تعالیٰ نے پکڑ لیا۔ وہ اپنے مکان کی چھت پر سویا ہوا تھا کہ رات کو وہ کسی کام کے لئے اُٹھا اور چونکہ اس چھت کی کوئی منڈیر نہیں تھی اور نیند سے اُس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ اس کا ایک پاؤں چھت سے باہر جا پڑا اور وہ دھڑام سے نیچے آ گرا اور گرتے ہی مر گیا۔" العبرت!
(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ ۲۳۲ خطبات محمود جلد سوم صفحہ ۲۷۲)

(۷) جنت یا چبکلہ

سنہ ۱۹۱۲ء میں مولانا شبلی مرحوم کے پاس (لکھنؤ میں) حضرت مصلح موعودؓ تشریف لے گئے تھے۔ وہاں آپ کے قیام کے دوران ایک جلسہ ہوا اور مولوی عبد الکریم ندوی صاحب کی تقریر نماز پر شروع ہوئی چنانچہ اس کے بعد واقعہ یوں ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ انہی کے الفاظ میں کہ :-
"انہوں نے ایک دو فقرے اس امر کے متعلق کہے کہ لوگوں کو نماز پڑھنی چاہیئے کیونکہ نماز کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور نماز پڑھنے سے جنت ملتی ہے۔ اس کے بعد وہ نماز تو بھول گئے اور انہوں نے یہ بیان کرنا شروع کر دیا کہ جنت جو نماز کے بدلہ میں ملتی ہے کیا چیز ہے اور جنت کا جو نقشہ انہوں نے کھینچا وہ ایسا خطرناک تھا کہ میں سمجھتا ہوں چکلے میں بیٹھنے اور اس جنت میں بیٹھنے میں کوئی امتیاز نہیں ہو سکتا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ وہاں عورتوں کی اس اس طرح تصویریں لگی ہوئی ہوں گی اور جس تصویر کو انسان پسند کریگا وہ اُسی وقت عورت بن جائیگی اور وہ اُس سے خلوت شروع کر دیگا۔ پھر یوں کریگا۔ اُس میں اتنی طاقتیں ہونگی اور فلاں فعل چوبیس چوبیس گھنٹے تک کرتا چلا جائیگا۔ مجھے یاد ہے میرے ساتھ کچھ بیرسٹر بیٹھے ہوئے تھے وہ یہ تقریر سُن کر کہنے لگے خدا کا بڑا فضل ہے کہ یہ لیکچر رات کو ہوا۔ اگر دن کو ہوتا اور غیر مسلم بھی اس میں آئے ہوئے ہوتے تو ہم شرمندگی سے اُن کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے۔"
(تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۱۶۸ زیر تفسیر سورۃ الماعون)
الحمد للہ رب العالمین ◆

اعلانِ نکاح

خاکسار کا نکاح مورخہ ۲۵/۴/۹۳ء کو ہمراہ مکرمہ قیصرہ بیگم صاحبہ بنت محترم مرزا محسن خان صاحب مرحوم آف کیرنگ بعوض مہر ۱۰۲۵/- روپے مکرم مولوی عبد آفتاب احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے کیرنگ میں پڑھا۔ احباب کرام سے رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر ۵/- روپے)
(خاکسار۔ فیاض احمد خادم سلسلہ ابن محترم سلطان احمد صاحب آف خانپور ملکی)

وصایا

وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو تاریخ اشاعت کے بعد ایک ماہ کے اندر اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کریں۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر ۲۵۹۶۷ :- میں ایم ابوبکر ولد مکرم ایم آئی علی صاحب قوم احمدی پیشہ مبلغ سلسلہ احمدیہ عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۲/۹۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری متروکہ منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں اس وقت خاکسار صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہے جس سے مبلغ ۸۰۰/- روپے تنخواہ ماہوار ملتی ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو کبھی ہوگی ۱/۱۰ حصّہ کو داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ادا کرتا رہوں گا۔ اگر اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ملک محمد مقبول طاہر	ایم۔ ابوبکر	شریف احمد
قادیان	قادیان	قادیان

برکاتِ خلافت

اِک نعمتِ عُظمیٰ ہے یہ انعامِ خلافت
خوش بخت ہیں وہ لوگ ملے جن کو یہ نعمت
ماضی میں جو اسلام کو حاصل ہوئی شوکت
وہ عظمت و سطوت بھی خلافت کی بدولت
جب بھول گئے نعمتِ عُظمیٰ کو مُسلماں
جاتی رہی پھر ہاتھ سے قوموں کی سیادت
گرنے لگے ادبار کے شعلوں میں مُسلماں
ہر قدم پہ پھر ملنے لگی اُن کو ذلالت
صد شُکر کہ پھر مہدئ دوراں کی بدولت
مولیٰ نے ہمیں کی ہے عطا پھر سے خلافت
چلنے لگی توحید کی پھر ٹھنڈی ہوائیں
پیدا ہوئی ہر قوم میں توحید کی اُلفت
ہر مُلک ہُوا نُورِ خلافت سے مُنوّر
تثلیث کے ایوانوں کی ہلنے لگی چوکھٹ
اب حضرتِ طاہر جو خلیفہ ہیں ہمارے
ہر لمحہ ہمیں اُن کی میسّر ہے قیادت
عاشق ہیں وہ مولیٰ کے محمدؐ پہ فدا ہیں
قرآں کے معارف کی وہ پھیلاتے ہیں برکت
سایہ رہے مومن پہ خلافت کا ہمیشہ
دُنیا میں سدا جلتی رہے اب شمعِ خلافت

خواجہ عبدالمومن اوسلو (ناروے)

اِداریہ — بقیہ صفحہ (۲)

کے مظہر و مترجم بنجاؤ اور خادمِ اسلام بن کر اعلائے کلمۃ الحق کے لئے لفظِ اسلام کے نیچے جمع ہو جاؤ۔ (ماخوذ اہلِ حدیث امرتسر ۱۹۴۶ء)"

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا خلیفہ بنانا مسلمانوں کے بس کی بات ہے یا یہ خدائی اختیار ہے۔ حسبِ ارشادِ خداوندی خلیفہ تو خدا نے بنانا ہے۔ اور جس کو خدا بنائے گا وہی واجب الاطاعت بھی ہوگا۔ آپ جسے بنائیں گے اول تو اُسے آسمانی برکت نہیں ملے گی۔ اور اگر فرض کر لیں کہ چند لوگ مل کر ایک شخص کو خلیفہ بنا بھی لیں تو جسے لوگوں نے بنایا ہے وہ اُسے ذراسی ناراضگی پر ہٹا بھی سکتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ تو پہلے سے ہی علم و عمل سے محروم مسلمان لیڈروں کے ساتھ جاری و ساری ہے۔

پس بالآخر یہی ایک حل ہے کہ خدا نے جس کو کھڑا کیا ہے اپنے غصّے کو تھوک کر، اپنی اَنا کو ملیا میٹ کر کے اس کے دامن کو مضبوطی سے پکڑیں کہ یہی برکات و حسناتِ دارین کا ذریعہ ہے۔ اور اسی سے قومی حیات اور اُخروی نجات وابستہ ہے۔ وباللہ التوفیق ٭

(مُنیر احمد خادم)

عالمگیر "مُسلم ٹیلیویژن احمدیہ" کے اجراء پر حضور ایّدہُ اللہ کی خدمت میں

ہدیۂ تبریک

"مُسلم ٹی۔وی احمدیہ" کی بہت مُبارک ہو آقا!
راہ نُما مخلوقِ خُدا کی بہت مُبارک ہو آقا!

"ایم۔ٹی۔اے" کی صُورت میں انعامِ الٰہی ہے پایا
دُنیا کے ہر گوشہ میں پیغامِ صداقت پہنچایا
ہر ہر گھر اور ہر اک جا پہ عَلَمِ محمدؐ لہرایا
عَلَمِ محمّد لہرانے کی بہت مُبارک ہو آقا!

مُردہ دِلوں اور رُوحوں کے جینے کی دَوا ہے ایم ٹی اے
زندہ دِلوں کا گہوارہ اور حق کی نِدا ہے ایم ٹی اے
مظلوموں کے واسطے بھی رحمت کی ہوا ہے ایم ٹی اے
ظُلم کے بادل چھٹ جانے کی بہت مُبارک ہو آقا!

اتنی اچھّی اتنی پیاری نظمیں اور تقریریں ہیں
اعلیٰ سے اعلیٰ عُنواں ہیں پیاری سی تصویریں ہیں
شُکر ہے اور صد شُکر کہ اپنی بدل گئی تقدیریں ہیں
عزّت اور عظمت پانے کی بہت مُبارک ہو آقا!

میرے مَولیٰ! ایم۔ٹی۔اے دُنیا کا ہادی بن جائے
اپنا ہر اک بچہ بُوڑھا اِس کا عادی بن جائے
اِس کا ہر پیغام فقط "مہدیؑ کی مُنادی" بن جائے
اِس پیغام کے پہنچانے کی بہت مُبارک ہو آقا!

روز بروز ترقّی پائے مُسلم ٹی وی احمدیہ
ساری دُنیا پر چھا جائے مُسلم ٹی وی احمدیہ
بھٹکے ہُوؤں کو راہ دکھائے مُسلم ٹی وی احمدیہ
دین کے غالب آنے کی بہت مُبارک ہو آقا!

غیر کے در پہ کبھی خلیق نہ ہونے دے گا سر کو خم
نامِ محمّد جیتے رہیں گے تا وقتیکہ نکلے دم
ہر اک دِل کی آس ہے جو اور ہر دُکھ کا جو ہے مرہم
دِل سے دِل کے مِل جانے کی بہت مُبارک ہو آقا!

خلیق بن فائق گورداسپوری

فرنٹیئر پوسٹ کے شکریہ کے ساتھ اداریہ ۷- اپریل ۱۹۹۴ء

مذہب کے نام پر ایک اور قتل

منظور مسیح کو جس پر توہین رسول کا الزام لگایا گیا تھا دن دیہاڑے جب وہ اور اس کے ساتھی عدالت سے پیشی کے بعد واپس جا رہے تھے۔ گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس شخص پر یہ الزام تھا کہ جب سلامت مسیح مبینہ طور پر مسجد کی دیوار پر کچھ ایسی باتیں لکھ رہا تھا جو توہین رسول کے مترادف تھیں وہ ایک دوسرے شخص کے ساتھ قریب کھڑا تھا۔ ان تینوں کے خلاف توہین رسالت کے تحت کیس درج کیا گیا۔

پیشتر اس کے کہ ان کا جرم کسی عدالت میں ثابت کیا جا سکتا۔ منظور مسیح قاتل کی گولیوں کا شکار ہو گیا۔ دوسرے ملزمان کی قسمت میں کیا لکھا ہے اس کے متعلق ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن اگر اس ریکارڈ پر نظر رکھی جائے جو ہمارے پاس موجود ہے تو ان کے زیادہ دیر تک بچ رہنے کی امید زیادہ روشن نہیں ہے۔ کیونکہ وہ لوگ جو اس قسم کے الزامات لگاتے ہیں وہ اس بات پر قادر ہوتے ہیں کہ وہ جس کسی کو سزا دلانا چاہیں اس کے خلاف غم و غصہ کی فضا پھیلا دیں۔ اس قسم کے قتل کی یہ کوئی پہلی مثال نہیں ہے۔ اہانت رسول کے ایک سے زیادہ ملزمان ایسے لوگوں کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں۔ جو ہر وقت قانون کو اپنے ہاتھوں میں لینے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ ان کا یہ فعل یا تو اسی غلط عقیدے کا نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ ایسا کرنے سے اسلام کی خدمت کر رہے ہیں یا پھر ان کو یقین ہوتا ہے کہ وہ اس جذبہ کی آڑ میں اپنے ذاتی جھگڑوں کو چکانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ایسے واقعات میں ملزمان کو یا تو جیلوں میں ہی ختم کر دیا جاتا ہے یا پھر جب وہ عدالتوں میں مقدمہ میں پیش ہونے کے لئے لائے جاتے ہیں وہاں ان کو قتل کر دیا جاتا ہے۔

اس کیس میں ایک ملزم سلامت مسیح ہے جس کی عمر تیرہ سال ہے۔ اور جس کو عدالت نے پچھلے سال اس کی کم عمری کی وجہ سے ضمانت پر رہا کر دیا تھا۔ اس کو بھی اس قاتلانہ حملے میں نشانہ بنایا گیا تھا۔ آپ اندازہ کریں کہ اتنے کم عمر لڑکے کے لئے مسلسل موت کے خوف کے سائے میں زندگی کیسا عذاب ہو گی۔ اور وہ بھی ایک ایسے جرم کے الزام میں جس کے کرنے کا وہ سرے سے ہی انکاری ہے۔ کسی بھی صورت میں آخر ایسا کرنے کے لئے اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔

یہ سارا قضیہ اہانت رسول کے قانون کا شاخسانہ ہے۔ دفعہ ۲۹۵-سی جس کے تحت ان تینوں پر مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ اس میں کسی قسم کی نیت کا ذکر نہیں ہے جو کہ اس قسم کے فوجداری قانون میں انتہائی ضروری ہے۔ اس قانون میں اس ضرورت کے سلسلے میں دوسرے قوانین سے بھی ہٹ کر قانون سازی کی گئی ہے۔

مثال کے طور پر دفعہ ۲۹۵اے میں مذہبی جذبات کو مجروح کرنے میں جان بوجھ کر کرنے اور کینہ پروری پر مبنی نیت ہونے پر زور دیا گیا ہے۔ بہرحال زیر غور مسئلہ اس سے بھی وسیع تر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس قانون کو ذاتی جھگڑے نبٹانے کے لئے غلط طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ اور جیسا کہ ہم پہلے بھی بار بار دیکھ چکے ہیں اس سلسلے میں اقلیتیں خاص طور پر غیر محفوظ ہو گئی ہیں۔

اب وقت آگیا ہے کہ تمام متعلقہ لوگوں کو واضح طور پر بتا دیا جائے کہ کوئی شخص قتل کا جرم کرنے کے بعد بچ نہیں سکے گا۔ چاہے وہ اس مکروہ کام کے لئے کسی بھی بہانے کا سہارا لینے کی کوشش کرے۔

اس موجودہ کیس میں زخمی ہونے والوں میں سے ایک زخمی نے ان لوگوں کو پہچان لیا ہے جو خود اس حملے میں شامل تھے۔ اور ان لوگوں کی بھی نشان دہی کی ہے جنہوں نے ان حملہ کرنے والوں کو اکسایا۔ انتظامیہ کو ان لوگوں کے خلاف قانون کی بھرپور قوت استعمال کرنی چاہئے۔ دریں اثنا اہانت رسول کے قانون میں ترمیم کرنے کی تجویز جس میں کہا گیا ہے کہ اہانت رسول کا غلط الزام لگانے والوں کو دس سال قید کی سزا ملے گی اس کو جلد از جلد پاس کرانے کی کوشش کی جانی چاہئے۔

وہ قوانین جن کا واضح طور پر مقصد یہ تھا کہ ہمارے مذہب کی توقیر قائم ہو۔ ان کا بہت زیادہ غلط استعمال کیا گیا ہے۔ اور انہیں ایسے مقاصد کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ جو اسلام کی انسانی اقدار اور اس کی رواداری کی روح کے بالکل خلاف ہیں۔ اب اس بات کی اجازت مزید ہرگز نہیں دی جانی چاہئے۔

(فرنٹیئر پوسٹ ۷-اپریل ۱۹۹۴ء)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۷ر اپریل ۱۹۹۴ء)

THE FRONTIER POST *Thursday April 7, 1994*

Another murder in the name of religion

Manzoor Masih, a man accused in a blasphemy case, was gunned down in cold blood in broad daylight as he and his companions also were returning from a court hearing in Lahore. The man was accused of standing by, along with another person, while Salamat Masih allegedly wrote something on the wall of a mosque that was insulting to the Prophet Muhammad (PBUH). A case was instituted against the three under the blasphemy laws. Before their crime could be proved in any court Manzoor Masih has already succumbed to the murderer's bullet. What the fate of the other two would be remains to be seen. But if the record is anything to go by their chances of surviving for very long are not particularly bright given the climate of rage fed by uninformed righteousness that those who make such accusations are usually able to create against whomever they wish to persecute. A murder of this kind is by no means unprecedented. More than one accused under blasphemy laws has been killed by those all too ready to take the law into their own hands whether because of a mistaken belief that in so doing they serve the cause of Islam or because they are confident that they can project this as the motive while settling personal scores. The accused in such cases have been known to be murdered in prison as well while awaiting trial. One accused in the present case is Salamat Masih who is now thirteen years old and was granted bail by the court last year by reason of being a minor. He too was a target of the murderous attack. Think of a boy this age having to live with the fear of being killed at any time for an offense that he says he did not commit. In any case what possible motive could he have?

But this brings us to the blasphemy law itself. Under Section 295-C PPC, one of the sections under which the three were charged, there is no reference to motive which is of crucial significance in criminal law. To this extent it is a departure from other similar laws as well. For instance Section 295-A emphasises deliberate and malicious intent in the context of hurting religious feelings. However, the issue is broader than this. There is little doubt that the law is being misused to settle personal scores and in this regard the minorities as we have witnessed time and again are particularly vulnerable. It is time to make it absolutely clear to all concerned that nobody will be allowed to get away with murder, regardless of the cover they seek to give this foul act. In the present case those actually involved in the attack as well as others who instigated them have been identified by one of the injured. The administration must bring to bear the full force of the law against them. Meanwhile the reported proposal to amend the blasphemy law, making a false allegation punishable by ten years imprisonment, must be pushed through without further delay. Laws ostensibly meant to ensure respect for our religion have been abused with abandon for purposes that run entirely contrary to Islam's humane core and its spirit of tolerance. This should not be allowed to go on.

بنگلہ دیش میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ

ڈھاکہ ۳ مارچ (پٹ ا) آج بنگلہ دیش کے ۱۵ ہزار مسلم بنیاد پرستوں نے حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہوئے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے بنگلہ دیش سکریٹریٹ کے قریب سکریٹریٹ تک پہنچنے والے سبھی راستوں کو بند کر دیا۔ بنیاد پرستوں کی مختلف تنظیموں کے ورکروں نے چار گھنٹہ تک ڈھاکہ کے پرانا پلٹن علاقہ میں انسانی زنجیریں بنا کر سڑکوں کی ناکہ بندی کی اس درمیان بارش بھی ہو رہی تھی۔ ان تنظیموں میں جماعت اسلامی بھی شامل تھی۔ بہت سے لوگ جن میں اخبار نویس بھی شامل تھے سڑکوں کے موڑ پار کرنا چاہتے تھے مگر انہیں بھی پار ہونے نہیں دیا گیا۔ ہر طرح کی گاڑیوں کی نقل و حرکت رک گئی اور چار گھنٹے تک گاڑیاں سکریٹریٹ کے اطراف میں کھڑی رہیں "تحفظ ختم نبوت" نام کی ایک تنظیم کے زیر اہتمام یہ دھرنا ہوا تھا۔

(آزاد ھند کلکتہ ۳۱ر مارچ ۱۹۹۴ء)

ضروری اعلان برائے اجتماع نمبر مشکوٰۃ

اِمسال سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ۲۵واں ـــــ سالانہ اِجتماع مجلس خُدام الاحمدیہ بھارت ۲۱-۲۲-۲۳ اکتوبر کو قادیان میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس موقعہ پر ادارہ مشکوٰۃ اجتماع کا خصوصی نمبر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ جُملہ قائدینِ مجالس و علاقائی قائدین سے درخواست ہے کہ اپنی مجلس سے متعلق درجِ ذیل معلومات تفصیل کے ساتھ جلد از جلد بھجوائیں تاکہ اِس تاریخی موقعہ پر شائع کی جاسکیں۔ ۱۵ جون تک آپ کا مضمون ادارہ مشکوٰۃ کو پہنچ جانا چاہیئے۔

(۱) آپ کی مجلس کا باضابطہ طور پر قیام کب عمل میں آیا۔ (۲) ابتدائی عہدیدارانِ مجلس کون کون تھے۔ (۳) سالانہ اجتماع مقامی کب سے منعقد ہو رہا ہے۔ (۴) مجلس اطفال الاحمدیہ کب سے قائم ہے۔ (۵) حضور انور ایدہ اللہ کی طرف سے اگر کسی سالانہ اجتماع کے موقعہ پر خصوصی پیغام ملا ہو تو اس کی نقل۔ (۶) اجتماع میں مجالس کی نمائندگی اور حاضری نیز مہمانِ خصوصی اگر صُوبہ یا ملک کے سرکاری یا کوئی قابلِ ذکر شخصیتوں میں سے ہوں تو ان کا تعارف و تأثرات۔ (۷) اجتماع کے پروگراموں کا مختصر خاکہ۔ (۸) پہلے اور آخری اجتماع کی تصویر (دفتری ریکارڈ کیلئے)۔ (۹) خُدام کی اہم سرگرمیوں کا جامع ذکر۔ (۱۰) خدمتِ خلق کے سلسلہ میں گراں قدر مجلس کی خدمات (بالخصوص سیلاب، قحط، زلزلہ یا قدرتی حادثات کے موقعہ پر)

اُمید ہے قائدین بروقت کاروائی کر کے ادارہ کے ساتھ تعاون فرمائیں گے۔ فجزاکم اللہ تعالیٰ۔

(ادارہ مشکوٰۃ مجلس خُدام الاحمدیہ بھارت)

اعلان برائے مجالسِ انصار اللہ بھارت

ناظمینِ علاقہ اور زعماء کرام سے درخواست ہے کہ مجلس انصار اللہ کی ماہانہ کارگذاری رپورٹ ارسال کرنے کے سلسلہ میں خصوصی توجہ فرمائیں۔ ماہِ مارچ ۹۴ء کی درجِ ذیل مجالس سے ماہانہ کارگذاری رپورٹ موصول ہوئی ہے۔

۱- قادیان - ۲- مراڑی بیاس - ۳- پنکال - ۴- پینگاڈی - ۵- بنگلور - ۶- عثمان آباد - ۷- حیدرآباد - ۸- کوٹپلہ - ۹- موسیٰ بنی - ۱۰- چنتہ کنٹہ - ۱۱- بھدرواہ - ۱۲- کرڈاپلی - ۱۳- کوڈیا تھور -

امید ہے بقیہ مجالس بھی اسی طرح اپنی رپورٹ کارگذاری بھجوانے کا اہتمام کریں گی۔ بہت سی مجالس کی جانب سے تاحال تجنید فارم و بجٹ ۹۴ء موصول نہیں ہوئے۔ اس کی فوری تکمیل کروا کر دفتر مجلس انصار اللہ بھارت میں ارسال فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

قائد عمومی مجلس انصار اللہ بھارت